وہ دکاں اپنی بڑھا کر چل دیئے
جس پہ ملتی تھی دوائے دردِ دل
خواجہ صاحب

دوائے دردِ دل

محسن الامت عارف باللہ
حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہٗ
بانی مرکزی خانقاہ شاہ ابرار پھولپور اعظم گڈھ

حسب ارشاد

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم
ناظم اعلیٰ مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ، یوپی، الہند

ناشر
اشرفی کتب خانہ
(مرکزی خانقاہ شاہ ابرار) پھولپور اعظم گڈھ یوپی

وہ دکاں اپنی بڑھا کر چل دیئے جس پہ ملتی تھی دوائے دردِ دل

دوائے دردِ دل

محسن الامت عارف باللہ

حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی **محمد عبداللہ** صاحب پھولپوریؒ نور اللہ مرقدہ

بانی مرکزی خانقاہ شاہِ ابرار پھولپور اعظم گڈھ

از اجلّۂ خلفاء

محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ **ابرار الحق** صاحب ہردوئی نور اللہ مرقدہ

حسبِ ارشاد

پیر طریقت حضرت مولانا شاہ مفتی **محمد احمد اللہ** صاحب پھولپوریؒ دامت برکاتہم

خلیفہ و جانشین

محسن الامت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوریؒ نور اللہ مرقدہ

ناشر: اشرفی کتب خانہ ''مرکزی خانقاہ شاہِ ابرار'' پھولپور، اعظم گڈھ، یوپی

found.

﴿تفصیلات﴾

نام کتاب: دوائے دردِ دل

صاحب خطبات: محسن الامت عارف باللہ

حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نوراللہ مرقدہٗ

کمپوزنگ: وکیل احمد کوپا گنج، مئو

سنہ طباعت: ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۹ء

تعداد صفحات: ۵۶

تعداد اشاعت: ۲۲۰۰

ملنے کے پتے:

(۱) دفتر ''فیضانِ اشرف'' مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر، اعظم گڈھ، یوپی

(۲) ''خانقاہ شاہِ ابرار'' افضل گڈھ بجنور، یوپی

(۳) ''خانقاہ شاہِ عبداللہؒ'' مکان نمبر 4375 گلی نمبر 21 شانتی محلّہ پرانا سیلم پور دہلی 31

(۴) ''خانقاہ شاہِ ابرار'' (پنجابی مسجد) نمبر 10 نارتھ رنج کلکتہ-17

(۵) ''خانقاہ شاہِ عبداللہ'' 61/1L تپسیا روڈ کلکتہ-39

(۶) ''خانقاہ شاہِ ابرار'' 3-19/b# کراس عمر باغ لے آؤٹ جے پی نگر بنگلور-78

(۷) ''خانقاہ شاہِ ابرار'' مدرسہ بیت العلوم اورنگ آباد مہاراشٹر

(۸) ''خانقاہ شاہِ ابرار'' المنان کمپلیکس تھاوے روڈ گوپال گنج، بہار

E-mail:baitululoom256029@rediffmail.com

www.phoolpuri.org

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	حرفِ تمنا	۸
	تزکیۂ قلب کی افادیت واہمیت	
۲	نظافتِ طبعی انسان کا اعلیٰ کردار ہے	۱۰
۳	فطرتِ سلیمہ کے تقاضے کو مکمل کرو!	۱۱
۴	مقبولیت کی اصل معیار، قلب ہے	۱۱
۵	ایک واضح مثال	۱۲
۶	ایک دوسری مثال	۱۲
۷	صاف ستھرا قلب ذریعۂ نجات ہے	۱۳
۸	تزکیۂ قلب کا نتیجہ	۱۳
۹	تزکیۂ قلب ہی اعلیٰ مقام حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے	۱۳
۱۰	محی السنہ حضرت ہردوئی علیہ الرحمہ کا ایک اہم ارشاد	۱۴
۱۱	ابوالحسن خرقانی اور بوعلی سینا کا واقعہ	۱۵
۱۲	احکام شرعیہ پر عمل نہ کرنے کا راز	۱۵

۱۳	حضرت گنگوہی علیہ الرحمہ کا واقعہ	۱۶
۱۴	مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۱۶
۱۵	مرید کسے کہتے ہیں؟	۱۷
۱۶	اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے عاشق کو محروم نہیں کرتا	۱۷
۱۷	تقویٰ کا ایک انمول معنٰی	۱۷
۱۸	ایک واضح مثال	۱۸
۱۹	میدانِ محشر میں حساب وکتاب کی مدت	۱۸
۲۰	اصل مقصود تو دل ہوگا	۱۹
۲۱	یہ دنیا جنت بنانے کا کورس ہے	۲۰
۲۲	اس کی ایک دلیل	۲۱
۲۳	اعمالِ انسانی کی ربانی قدردانی	۲۱
۲۴	تقویٰ کے فضائل وبرکات	۲۲
۲۵	اللہ تعالیٰ بندے کے دل کو روزانہ ۳۶۰ مرتبہ دیکھتے ہیں	۲۲
۲۶	یہ دنیا مردار ہے	۲۳
۲۷	اللہ تعالیٰ کو گناہوں کے داغ دھبے بھی پسند نہیں	۲۳
۲۸	گناہوں کے داغ دھبے کو دھونے کی فکر کریں	۲۴
۲۹	گناہوں کے داغ دھبے کو دھونے کی مشین توبہ ہے	۲۴
۳۰	محبتِ الٰہی کا ثمرہ	۲۵

	خلقتِ انسانی کاراز	
۳۱	اللہ تعالیٰ ہرشئ کا رب ہے	۲۶
۳۲	خلقتِ انسانی کاایک قدرتی نظام	۲۷
۳۳	اس انسان کی قدرومنزلت اللہ تعالیٰ کادوست بننے میں ہے	۲۷
۳۴	شفقتِ الٰہی	۲۸
۳۵	اہل تقویٰ اللہ کے پڑوسی ہیں	۲۸
۳۶	تربیت یافتہ لوگوں کے صفات	۲۹
۳۷	غیرتربیت یافتہ لوگوں کے احوال	۲۹
۳۸	شریعت کے بنیادی مرکز دو ہیں	۳۰
۳۹	خدا کی مخلوق کے ساتھ رحمت وشفقت کا معیار	۳۱
۴۰	عقلمندوں کے کچھ اہم صفات	۳۲
۴۱	صحابہؓ کے ذکرالٰہی کی کیفیت	۳۳
۴۲	حکیم کافعل حکمت سے خالی نہیں ہوسکتا	۳۴
۴۳	شیخ احمد کبیر رفاعی اورایک شقی کادلچسپ واقعہ	۳۵
۴۴	احسان کابدلہ اس دنیامیں بھی مل جاتا ہے	۳۷
۴۵	کسی بھی مخلوق کوحقیر سمجھنا حرام ہے	۳۸
۴۶	اولیاءاللہ کو بلند مقام ملنے کی وجہ	۳۸
۴۷	دوسروں کوحقیر سمجھنے کی وجہ	۳۹

۴۸	اس بیماری کے علاج نہ کرانے کا نقصان	۳۹
۴۹	اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے شکوہ	۳۹
۵۰	ایک فقیر کا واقعہ	۴۰
۵۱	حضرت حکیم اختر صاحب علیہ الرحمہ کا واقعہ	۴۱
۵۲	اشرف المخلوقات ہوکر بھی جہنم میں جانا قابلِ تعجب ہے	۴۲
۵۳	مسلمانوں کی شریعت سے روگردانی کی ایک مثال	۴۳
۵۴	حضرت پھولپوری علیہ الرحمہ کا واقعہ	۴۳
۵۵	ہمارا عمل ناقص ہے	۴۴
۵۶	ناقص عمل کا انجام	۴۵
۵۷	کامل عمل کا انجام	۴۵
۵۸	اہل علم کا معاش کے سلسلہ میں پریشان رہنے کا راز	۴۶
۵۹	ایک بزرگ کا واقعہ	۴۶
۶۰	مخلوق کو نہ نافع سمجھو، نہ ضار	۴۷
۶۱	تزکیۂ نفس اوّل ترین فریضہ ہے	۴۷
۶۲	تزکیۂ نفس کے فرض علی العین ہونے کی دلیل	۴۸
۶۳	اللہ والا بننے کا ایک آسان نسخہ	۴۸
۶۴	حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ	۴۹
۶۵	اہل وعیال کی تربیت میں رزق حلال کی فکر کریں	۵۰

۶۶	رزق حلال کی فکر نہ کرنے کا نتیجہ	۵۰
۶۷	غفلت میں پڑنے کے اسباب	۵۱
۶۸	ایک شخص کا واقعہ	۵۲
۶۹	اصلاح نہ کرانا اپنی کئی نسل تباہ کرنے کے برابر ہے	۵۲
۷۰	نفس چور ہے	۵۳
۷۱	حرم شریف کا ایک واقعہ	۵۳
۷۲	نفس کے چور ہونے کا مطلب	۵۳
۷۳	حضرت ہردوئی علیہ الرحمہ کا واقعہ	۵۴
۷۴	غیر مزکّی قلب کی گھناؤنی حرکت	۵۵
۷۵	تزکیۂ قلب کی اہمیت	۵۶

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ تمنا

حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی **محمد احمد اللہ** صاحب پھولپوری دامت برکاتہم

خلیفہ وجانشین محسن الامت عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ مفتی **محمد عبد اللہ** صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہٗ

محسن الامت شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہٗ سابق ناظم اعلیٰ وشیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ یوپی، از اجلۂ خلفاءِ محی السنہ شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی علیہ الرحمہ کو اللہ ربّ العزت نے دردِ باطن کا ایک وافر حصہ عطا فرمایا تھا؛ آپ ہمہ وقت امت کی اصلاح کے لیے فکرمند رہتے اور ہر پل ان کی زبوں حالی کو دیکھ کر رنجیدہ رہتے تھے؛ اس فکر اور اس درد نے آپ کو کسی دم چین سے رہنے نہ دیا، اور آپ اپنے سینہ میں غمِ عاشقی کی امانت لیے ہوئے، کبھی یہاں کبھی وہاں، کبھی اس نگر کبھی اس نگر چلتے رہے ؎

کبھی عرش پر، کبھی فرش پر، کبھی ان کے در، کبھی در بہ در
غمِ عاشقی ترا شکریہ، میں کہاں کہاں سے گذر گیا

نورِ نبوت کو امت میں تقسیم کرنا، کفر وعصیان کے ظلمت کدہ کو نورِ عرفان سے روشن کرنا، ضلالت کی وادی میں ہدایت کی قندیل جلانا، بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانا، یاس وقنوطیت کے زخم خوردہ افراد کو امید وآس کے مرہم لگانا، غفلت زدہ قلوب کو عشق الٰہی سے گرمانا، سنت بیزار طبیعتوں کو طریقِ مصطفوی کا خوگر بنانا، جہالت کی دلدل میں مبتلا انسانیت کو علم شریعت سے آشنا کرنا، اور

سلوک کے سوز وساز سے مردہ دلوں کو روح طریقت سے زندہ کرنا وغیرہ؛ یہ وہ مبارک اور زندہ جاوید کارنامے ہیں، جنھیں آپ نے، اپنے اسلاف کے نقوشِ پا پر، گامزن رہتے ہوئے جاری وساری رکھا، اور اپنی شخصیت کو بھی زندہ جاوید بنادیا۔

ہرگز نہ میرد، آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم، دوامِ ما

ترجمہ: جس کا دل عشق حقیقی سے زندہ ہوگیا، موت اس کو نیست ونابود نہیں کرسکتی، اخبارِ عالم پر ہمارا دائمی تذکرہ نقش کالحجر رہے گا۔

اسلاف کی تعلیمات کو محفوظ رکھنا، اس پر عمل اور اس کی نشر واشاعت کی ذمہ داری اٹھانا، اخلاف کے لیے سرمایۂ حق شناسی اور فریضہ خدمت گذاری ہے؛ اسی فریضہ کی ادائیگی کے لیے، حضرت محسن الامت علیہ الرحمہ کے جملہ علمی افادات کو کتابی شکل میں دینے کا عمل، الحمدللہ اپنے ابتدائی مرحلے سے گذر رہا ہے۔ اس سے پہلے دو کتابیں ''مجالسِ قرآنِ کریم'' اور ''صدائے اہلِ دل'' منظر عام پر آچکی ہیں، اب آپ کے سامنے یہ مجموعۂ خطبات ''دوائے دردِ دل'' حاضر ہے، دعا فرمائیں، اللہ تعالیٰ حضرت والا علیہ الرحمہ کے لیے ان تمام سلسلوں کو صدقۂ جاریہ بنائے، اور ہمارے ضعیف وناتواں ہاتھوں سے اپنی مرضیات کا کام لے لے اور حضرت والا علیہ الرحمہ کی روحِ پُرفتوح کو ہم تمام اولاد واحفاد اور جملہ اہلِ تعلق سے مسرور فرمائے۔ (آمین) وماتوفیقی الاّ باللہ۔

دعا گو ودعا جو

(مفتی) محمد احمد اللہ پھولپوریؔ غفراللہ لہٗ ولوالدیہ

خادم مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڈھ (یوپی)

۶؍ جمادی الاخریٰ ۱۴۴۰ھ

تزکیۂ قلب کی افادیت واہمیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ. وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ أَن لَّا اِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ’’وَلَا یَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُوْنٌ إِلَّا مَنْ أَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ‘‘(سورۃ الشعراء:۱۹)
صدق اللہ مولانا العظیم.

میرے محترم بزرگو اور دوستو! ابھی مولانا محبوب عالم صاحب آپ حضرات کے سامنے اپنا دل بنانے کے تعلق سے کچھ باتیں بیان فرما رہے تھے، اب اسی سلسلہ میں تھوڑی سی بات اور پیش کرنے کے لیے میں نے وہی آیت دہرائی ہے، دعا فرمائیں! اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنے دلوں کو سنوارنے کا ارادہ اور قصد نصیب فرمائے۔ (آمین)

’’نظافت طبعی‘‘ انسان کا اعلیٰ کردار ہے:

انسان کا ایک فطری مزاج ہے، وہ ساری چیزیں صاف وستھری پسند کرتا ہے، لباس بھی صاف وستھرا ہو، مکان بھی خوب صاف اور بڑھیا ہو، گاڑیاں بھی خوبصورت ہوں، ’’نظافت طبعی‘‘ ایک انسان کا اعلیٰ کردار ہے، انسان اسے پسند بھی کرتا ہے، اور باقی رکھنے کے لیے کوشش بھی کرتا ہے۔

فطرت سلیمہ کے تقاضے کو مکمل کرو!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی فطرت سلیمہ کے تقاضے کو مکمل کرنے کے لیے فرمایا کہ دل بھی صاف وستھرا رکھو، ''قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا. وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ''(الشمس : ۹-۱۰) کہ جس شخص نے اپنے دل کا تزکیہ کرا کر اس کو صاف وستھرا کرلیا، وہ کامیاب ہوگیا، اور جس نے تزکیہ نہیں کرایا وہ ناکام ہوگیا۔

مقبولیت کی اصل معیار قلب ہے:

اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ انسانوں کے اعضا وجوارح کو نہیں دیکھیں گے، بلکہ وہ تو دل کو دیکھیں گے؛ اعضا وجوارح تو مختلف رنگ میں، مختلف قد میں، مختلف علاقوں کی جغرافیائی ساخت میں اللہ کی طرف سے متغیر کیے گئے ہیں؛ اسی لیے اعضا وجوارح کی طاقت وقوت کے اعتبار سے نہ تو نماز کی قیمت بڑھتی ہے، کہ سات فٹ اور چھ فٹ کا انسان ہو تو اس کی نماز میں وزن بڑھ جائے اور چار فٹ والے انسان کی نماز گھٹ جائے؛ ایسا نہیں ہے۔

اعضائے انسانی سے اعمال میں طاقت وقوت نہیں پائی جاتی، سب کی نمازیں یکساں ہیں؛ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک تکوینی نظام ہے، کہ انسانوں کی صورتوں کو مختلف رنگ دیتے ہیں، اور یہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک کمال ہے، کہ انسانوں کو مختلف زبان اور مختلف اعضا وجوارح سے نوازتے ہیں، لیکن انسان کی جو سب سے قیمتی چیز ہے، وہ قلب ہے؛ وہ سب کا ایک ہے، اور اسی کے بننے اور سنورنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں مقبولیت ہوتی ہے، اور اسی کے فاسد ہونے سے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں عذاب اور وبال میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

ایک واضح مثال:

علماء نے لکھا ہے کہ ابولہب بڑا حسین وجمیل اور خوبصورت انسان تھا، لیکن چوں کہ اس کا دل گندہ تھا، پاک وصاف نہیں تھا، اس لیے وہ جہنم میں گیا، مولانا عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں ایک شعر ہے، وہ کہتے ہیں ؎

گر بصورت آدمی انساں بدے　　　احمدؐ و بوجہل ہم یکساں بدے

اگر صورت میں انسان، اعضا وجوارح کی وجہ سے انسان بن جاتا، تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل وابولہب دونوں برابر ہوجاتے؛ اس لیے کہ سب ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

ایک دوسری مثال:

بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو کون نہیں جانتا، وہ بظاہر کالے کلوٹے تھے، لیکن اللہ تبارک وتعالی کو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے خوش کیا تھا، تو معراج میں آگے آگے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے اور تسلی کے لیے جارہی تھی۔ (مجمع الزوائد:۳۰۲/۹)

جگر مرادآبادی نے کہا تھا ؎

گرے تو ایک مشت خاک ہے یہ انساں
بڑھے تو وسعتِ کونین میں سما نہ سکے

یعنی اس کی قلبی صلاحیتوں اور دل کی خوبیوں کو دیکھو کہ اپنے کمالات کے ذریعہ سے یہ فرش پر بیٹھنے والا انسان، تمام آسمانوں کو پار کرتے ہوئے، عرش کے مالک سے ملاقات کرتا ہے؛ اتنا بڑھتا ہے، اتنا بڑھتا ہے، کہ فرشتے بھی پیچھے رہ جاتے ہیں۔

صاف ستھرا قلب، ذریعۂ نجات ہے:

بہرحال! اللہ تبارک وتعالیٰ اسی ضابطہ کے تحت ارشاد فرماتے ہیں، کہ جس شخص نے اپنے دل کو صاف ستھرا کرالیا، وہ تو کامیاب ہے، اور جس نے اس کو پاک وصاف نہیں کیا ویساہی گندہ چھوڑ دیا، اور گندگی سے آلودہ رکھا، تو وہ شخص ناکام اور خائب وخاسر ہے۔

ہمارا حال یہ ہے، کہ ہم تو کپڑے دھلنے کے لیے دھوبی رکھتے ہیں، ایک جوتے کی صفائی کے لیے موچی کا انتخاب کرتے ہیں، مکان کی صفائی کے لیے کاریگر تلاش کرتے ہیں؛ لیکن میرے دوستو! ہمیں کبھی خیال تک نہیں آتا، کہ اپنے دلوں کی گندگیاں دور کرنے کے لیے بھی کچھ انتظام کرنا چاہیے، کسی اللہ والے کا انتخاب کرنا چاہیے، جو ہمارے دل کو گندگی سے پاک وصاف کردے۔

تزکیۂ قلب کا نتیجہ:

خواجہ (عزیز الحسن مجذوب خلیفہ حضرت حکیم الامتؒ) صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: حکیم الامت کی ایک نظر نے حکیم الاسلام بنادیا۔ (یعنی حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر جب قاری طیب صاحب علیہ الرحمہ پر پڑی، تو اس نظر کی برکت نے ان کو علماء کی صف میں حکیم الاسلام کے مقام تک پہونچایا)۔

تزکیۂ قلب ہی اعلیٰ مقام حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے:

خواجہ صاحب نے حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں اپنے حالات لکھے، اس میں خواجہ صاحب نے لکھا، کہ حضرت! جب میں باہر رہتا ہوں، تو میرے دل کی حالت الگ ہوتی ہے، اور جب آپ کے یہاں رہتا ہوں تو قلب منور ہوجاتا ہے؛ تو حکیم الامت

مجدد الملّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''ہاں بھائی! میرا کام ہی یہی ہے، کہ میں لوگوں کے دلوں کو صاف کردیتا ہوں؛ جیسے دھوبی کپڑے دھلتا ہے، ویسے ہی میں بھی تمہارے دلوں کی دھلائی کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، تو دل پاک وصاف ہوتا چلا جاتا ہے''۔

ہم نے بھی کبھی سوچا کہ ہمارا بھی دل گندہ ہوگا؟ کبھی سوچا کہ دل کی گندگی دور کرنے کے لیے کچھ کرنا ہوگا؟ کبھی سوچا کہ لاؤ اس کے لیے ہم بھی کچھ فکر کریں، اور اصلاح کرالیں؟

محی السنہ شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی علیہ الرحمہ کا ایک اہم ارشاد:

ہمارے حضرت والا محی السنہ شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب علیہ الرحمہ خلیفہ حکیم الامت مجدد الملّت قطب الاقطاب شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ انسان سوچتا ہے کہ پڑھ لکھ کر دل صاف کرلوں گا، فرمایا: کہ نہیں بھائی! ایسا مت کرنا، اگر ڈاکٹر کو پہلے ہی سے پتھری ہو اور ڈاکٹری کی ڈگری بھی اس کے پاس آجائے، تو اس کی پتھری دور نہیں ہوسکتی، اس کے .M.S کرلینے سے، یا اس کے .M.B.B.S کرلینے سے اس کے اندر کی پتھری دور نہیں ہوسکتی، اس کو اپنے اندر کی پتھری دور کرنے کے لیے ڈاکٹر کے پاس جانا ہوگا۔

ایسا ہی ایک انسان پڑھ لکھ کر ہوسکتا ہے کہ کبر کی حقیقت جان لے، حسد کا معنیٰ جان لے ہوسکتا ہے، کہ غضب کا ترجمہ کرنا شروع کردے، لیکن غضب سے بچنے بھی لگے، حسد سے دور رہنے بھی لگے، اور کبر کی حقیقت سے آشنا ہوکر اپنے آپ کو بچالے، تو یہ مشکل کام ہے؛ لہٰذا اصلاح قلب کے لیے ایک ڈاکٹر اور شیخ کا ہونا ضروری ہے۔

ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ اور بوعلی سینا کا ایک واقعہ:

علماء نے لکھا ہے کہ بوعلی سینا ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ سے ایک مرتبہ ملنے گیا، تو ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ''بوعلی سینا اخلاق ندارد'' ۔حالاں کہ بوعلی سینا بہت قابل انسان تھا، بڑا طبیب بھی تھا، چناں چہ انہوں نے ''القانون فی الطب'' جو کتاب لکھی ہے، یورپ نے تو اس کا ترجمہ کرا کر پانچ سو سال تک اپنے یہاں پڑھوایا ہے، اور آج یورپ اپنی ٹکنالوجی پر ناز کرتا ہے؛ لیکن حقیقت میں مسلمان حکیموں کا چلایا ہوا نسخہ ان کے یہاں منتقل ہوا ہے۔

بہر حال شیخ نے فرمایا کہ ''بوعلی سینا اخلاق ندارد'' تو بوعلی سینا نے اخلاق کے موضوع پر بہت بڑی کتاب لکھ دی، اور اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ لکھ کر شیخ کے پاس بھیج دیا، تو شیخ ابوالحسن خرقانی نے اس کا جواب دیا کہ ''من نگفتہ بودم کہ بوعلی سینا اخلاق نداند'' یعنی میں نے کب کہا تھا کہ ''بوعلی سینا اخلاق نہیں جانتا ہے؟'' میں نے تو یہ کہا تھا کہ ''بوعلی سینا اخلاق نہیں رکھتا ہے'' وہ اخلاق حمیدہ سے متصف نہیں ہے، اخلاق نبوت اور اخلاق دین سے وہ عاری ہے، اخلاق رکھنا الگ اور اخلاق جاننا الگ ہے؛ اخلاق نبوت تو ایک شیخ کامل کی رہبری اور راہ نمائی میں سیکھا جاتا ہے۔ غالب کے بقول ؎

جانتے ہیں ثوابِ طاعت و زہد پر طبیعت ادھر نہیں جاتی

احکام شرعیہ پر عمل نہ کرنے کا راز:

انسان بہت سی چیزوں کو جانتا ہے، اور جاننے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتا، اس کا راز کیا ہے؟ اس کا راز یہی ہے کہ دل بنا ہوا نہیں ہے، دل کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت نصیب نہیں ہوئی؛ جس دل کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت نصیب ہوجائے گی، پھر اس کو اٹھانے اور

دوڑانے کی ضرورت نہیں پڑے گی، وہ خود: ع

دیوانہ بھاگا جائے ہے زنجیر توڑ کر

کا مصداق بن جائے گا۔ لہٰذا احکام شرعیہ پر عمل کرنے کے لیے اپنے دل کو کسی شیخ کامل کی رہبری میں بنانا اور سنوارنا ضروری ہے۔

حضرت گنگوہی علیہ الرحمہ کا واقعہ:

امام المحدثین قطب الاقطاب عارف باللہ حضرت اقدس مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نوراللہ مرقدہٗ سے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپ نے کون سی کتاب چھوڑ دی تھی اور نہیں پڑھی تھی؟ کیا وجہ ہے کہ آپ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے؟ فرمایا: ''بھائی میں نے علم تو سیکھا تھا، لیکن اللہ کی محبت کا پٹرول میرے دل میں داخل نہیں ہوا تھا، گاڑی اور انجن میں جب تک پٹرول نہیں پہنچتا، گاڑی دوڑ نہیں سکتی، تو میں اللہ کی محبت کا وہی پٹرول لینے کے لیے حضرت حاجی امداداللہ صاحب علیہ الرحمہ کے پاس گیا تھا''۔

مولانا محمد قاسم نانوتوی علیہ الرحمہ کا واقعہ:

متکلّم اسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نوراللہ مرقدہٗ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت آپ سے بڑا علامہ کون تھا؟ آپ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کی صحبت میں کیوں چلے گئے؟ فرمایا: ''کہ بھائی میں نے مٹھائیوں کے نام تو پڑھا تھا، لیکن مٹھائیاں کھانے کو نصیب نہیں ہوئی تھیں، مٹھائی کھانے کو جب ملی جب میں حضرت حاجی امداداللہ کی خدمت میں پہنچا''، لہٰذا ہمیں بھی صرف علم سیکھنے اور مٹھائی کے نام جاننے پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے، بلکہ کسی شیخ کامل کی صحبت میں اور اس کی راہ نمائی میں مٹھائی بھی کھانے کی فکر کرنی چاہئے۔

مرید کسے کہتے ہیں؟

میرے دوستو! مرید کہتے ہیں، دل کی اصلاح کا ارادہ کرنے والے شخص کو؛ جب کوئی شخص اپنے دل کی اصلاح کا ارادہ کر لیتا ہے، تو ارادہ کرتے ہی کام شروع ہو جاتا ہے؛ اور چوں کہ لوگ ارادہ نہیں کرتے ، اس لیے وہ مراد آباد بھی نہیں پہنچتے ؛ منزل پر جب پہنچیں گے، جب ارادہ بھی کریں۔ آپ حضرات خود سوچیں! کہ ہم نے اس کا ارادہ کیا؟ اگر ارادہ کیے ہیں، تو پھر اس ارادہ کی قوت کے لیے ثبوت چاہیے، اور ارادہ کی قوت کا ثبوت یہی ہے کہ آدمی چل پڑے، جب انسان چل پڑتا ہے، تو اس کو منزل ضرور ملتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے عاشق کو محروم نہیں کرتا:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پاس آنے والے کو محروم نہیں کرتے۔ جو شخص دنیا چاہتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ دنیا اس کو مل جائے یا پھر نہ ملے، یہ تو تکوینی نظام ہے، لیکن جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کو چاہے ،تو اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو ضرور ملتا ہوں ؛ کوئی شخص ایسا نہیں، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو چاہے اور اس کی ملاقات اللہ سے نہ ہو، اور اللہ کے تعلق سے محروم ہو جائے؛ لہٰذا، ہمیں بھی کسی شیخ کامل کی راہ نمائی میں عاشق الٰہی بننے کی فکر ہونی چاہیے۔

ڈاکٹر عبد الحی علیہ الرحمہ حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کے خلفاء میں سے تھے؛ وہ فرماتے ہیں کہ ؎

آرزوئیں خاک ہوں، یا حسرتیں پامال ہوں　　　اب تو اس دل کو، ترے قابل بنانا ہے مجھے

تقویٰ کا ایک انمول معنیٰ :

جو انسان یہ ارادہ کرتا ہے کہ میرا کوئی نفع ہو یا نہ ہو، نقصان ہو یا نہ ہو، مجھے تو اپنے

آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیار کے قابل بنانا ہے، اسی کا نام ہے ''اصل تقویٰ''۔

چناں چہ ''شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ'' (۱۲۰۸ھ-۱۳۱۳ھ) نے:

''یٰا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ'' کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ اے ایمان والو! اللہ تبارک وتعالیٰ، امم سابقہ کی طرح تم پر بھی روزہ فرض کرکے، تمہیں اپنے پیار کے قابل بنانا چاہتے ہیں۔

ہمارا دل پیار کے قابل جب بنے گا، جب کہ اس دل میں گناہوں کی کھیتی نہ ہوتی ہو، جب گناہوں کے اثرات اس میں نہ ہوں، کیوں کہ گناہوں سے دل داغ دار ہوجاتا ہے۔

ایک واضح مثال:

جب آپ کے کپڑے میں ایک دھبہ لگ جائے، تو آپ اس کپڑے کو اتار دیتے ہیں، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کپڑا اچھا نہیں لگ رہا ہے، تو پھر آپ ہی بتائیں کہ جس دل میں گناہوں کے دھبے لگے ہوں اور وہ توبہ کے پانی سے دھلا نہ گیا ہو، تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو وہ دل بھلا کب اچھا لگے گا؟ اللہ تعالیٰ کا پیار اس دل میں کب آئے گا؟

میرے دوستو! ہمیں کپڑوں کے دھبے برے تو لگتے ہیں، مکان کے دھبے برے تو لگتے ہیں، جوتا تھوڑا سا خراب ہوجائے ہم اسے فوراً اتار دیتے ہیں؛ لیکن دل اللہ تعالیٰ کے پیار کے قابل بنا، یا نہیں بنا؟ ہم نے کبھی اس کو سوچا؟ اگر نہیں سوچا، تو جاننا چاہیے کہ جب یہ دل اللہ کے پیار کے قابل نہیں ہوگا، تو اس دل کی کوئی قیمت نہیں رہے گی۔

میدانِ محشر میں حساب وکتاب کی مدت:

دوستو! اتنا بڑا عالم اکٹھا ہوگا، اوّلین وآخرین اکٹھے ہوں گے، لوگوں کا حساب

وکتاب ہوگا، سارے اعضاء وجوارح کے اعمال کا حساب وکتاب ہوگا؛ لیکن حساب وکتاب کی مدت کے متعلق آتا ہے کہ بس چھ سکنڈ میں حساب ہوجائے گا، اور بعض لوگوں نے کہا کہ چھ منٹ میں حساب وکتاب ہوجائے گا۔

اصل مقصود تو دل ہوگا:

دوستو! وہاں انسان کے پاٹ پرزے نہیں دیکھے جائیں گے، اللہ تعالیٰ تو اس دل کو نکالے گا، جو مثل ٹیلیفون اور موبائل کے میموری کی ہے، اس کو نکال کر مشین میں رکھے گا، تو سکنڈوں میں پتہ چل جائے گا، کہ یہ شخص اتنی نمازیں کھا گیا، اتنا روزہ کھا گیا، اتنا مال کھا گیا، اتنی بار حسد کا شکار ہوا، اتنی بار غیبت کرتا رہا؛ اس کی تمام باتیں اور تمام افعال، حرکات وسکنات باہر آجائیں گے؛ جیسے بہت بڑا مجرم جب اپنے موبائل کی میموری .C.B.I کے حوالے کرتا ہے، تو سمجھ جاتا ہے کہ آج میری ساری فائل کھل جائے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن انسان کے قلوب کو دیکھیں گے، کہ اس کا دل کبھی میرے پیار کی طرف جھکا تھا، یا نہیں؟ میری محبت کبھی اس دل میں آئی تھی، یا نہیں؟ اس نے مجھے کبھی چاہا تھا، یا نہیں؟ یا دنیا کی رنگینیوں میں، مال ودولت میں، اور دنیا کی لذتوں میں دوڑتا رہا، اگر صرف نعمتوں میں دوڑتا رہا، تو اس کو خودغرض کہا جائے گا، مطلب پرست کہا جائے گا، اور اگر منعم کی بھی محبت اس کو نصیب ہوتی ہوگی، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس محبت کے صدقہ میں اس کو جنت میں داخلہ کی اجازت مرحمت فرمادیں گے؛ اور یہ کہیں گے کہ میں نے اپنی جنت، اپنے بندوں کے لیے ہی بنائی ہے؛ اور اگر ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے بن کر نہ رہنا چاہیں، تو یقیناً اس کی نعمت اور جنت نصیب نہیں ہوگی۔

میرے دوستو! باپ اپنی اولاد کے لیے ساری چیزیں بناتا ہے، اور سارا کام اپنی

اولاد ہی کے لیے کرتا ہے؛ لیکن جب وہ اولاد بغاوت پر اتر آئے، تو تمام چیزوں سے محروم کردی جاتی ہے؛ باپ کہتا ہے، مجھے تو بس ایک روٹی اور بوٹی چاہیے، میرا تو کام ہوگیا؛ یہ سارا کاروبار تو تمہارے ہی لیے ہو رہا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کو جنت کی نعمتیں نہیں چاہیے، وہ سب تو تمہارے لیے ہیں؛ لہٰذا اے انسان! تم بھی اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بغاوت اور نافرمانی پر اتر آؤگے، تو تمام نعمتوں سے محروم کردیے جاؤگے!!۔

جنت بھی مسلمانوں کے لیے پیدا کی گئی ہے؛ اللہ تبارک وتعالیٰ کو جنت میں نہیں رہنا ہے، حور وغلمان سے اسے سروکار نہیں ہے، اسے کھانے پینے کی ضرورت نہیں ہے، اس کو کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں، جیسے دنیا کی نعمتیں اس کو نہیں چاہیے، ویسے ہی آخرت کی نعمتیں بھی اس کو نہیں چاہیے، لیکن اس نے یہ نعمتیں کس کے لیے پیدا کی ہیں؟ اپنے بندوں کے لیے کی ہیں! اگر ہم بندہ نہیں بننا چاہتے ہیں، تو یقیناً وہ نعمتیں ہم کو نہیں ملیں گی؛ ہم اس نعمت کے حق دار جب ہوں گے، جب چھوٹے بن کر جائیں گے، اس کی بات مان کر جائیں گے، جب اس کا کہنا سنتے ہوئے جائیں گے، تب وہ جنت ہماری ہوگی۔

یہ دنیا جنت بنانے کا کورس ہے:

میرے دوستو! یہ دنیا کی زندگی حقیقت میں جنت میں جانے کا کورس ہے۔ اس دنیا میں کیوں بھیجے گئے؟ حقیقت میں تقویٰ کے ذریعہ جنت کا کورس کرنے کے لیے بھیجے گئے؛ اور تقویٰ ہی سے دل بنانے کا نصاب پورا کرنا ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کامیاب ہونے کے لیے اپنے دلوں کو صاف وستھرا رکھنے اور بنانے کا ہمیں مکلّف بنایا گیا ہے، اگر ہم اس کی کوشش کرتے رہیں، تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ناکام کوشش پر اپنا فضل ڈال دے، اور ہماری ناکام کوشش اس کے پیار کے قابل بن جائے۔ لیکن اے مسلمانو! پیر بڑھا کر اور قدم اٹھا کر منزل کی طرف چلنے کی

کوشش تو کرو! جب کوئی شخص کوشش کرتا ہے، تو منزل تک پہنچ ہی جاتا ہے۔

اس کی ایک دلیل:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں خود ارشاد فرمایا: ’’وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ‘‘ (الانفال: ۱۷) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھی بھر کر جو ریت پھینکا تھا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ نے نہیں پھینکا تھا، وہ تو میں نے پھینکا تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشش ضرور کی تھی؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینکنے کے لیے مٹھی ضرور بھری تھی، اس کو دور دراز اڑایا ضرور تھا، لیکن دشمن کی آنکھوں تک پہونچا دینا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دینا اور ان کے دلوں میں شکست کا رعب ڈال دینا، یہ میرا کام تھا؛ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد میں بھی تھے، دشمنوں نے وار کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی ہوگیا، خود کی کڑیاں گھس گئیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے میں چوٹ آئی؛ امام الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ جگہ چوٹ آئی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بتلا دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بندے اور عاجز ہیں، ان کا اتباع کامیاب جب ہوگا، جب میں چاہوں؛ کہیں چوٹ لگوائی گئی، تاکہ ان کی بندگی ثابت ہو، اور کہیں ان کی حوصلہ افزائی کی گئی، تاکہ میری آقائیت کو بھی لوگ جانیں۔

اعمال انسانی کی، ربّانی قدردانی:

اگر کوئی انسان قدم اٹھاتا ہے، اور آگے بڑھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو اٹھا لیتے ہیں اور قبول کر لیتے ہیں۔

میرے دوستو! کیا ہم نے نیک بننے کا ارادہ کیا؟ اگر ارادہ نہیں کیا ہے، تو ارادہ

کریں، اوراس کے اسباب ڈھونڈھیں۔ اگر ایسا کرلیں، تو اللہ تعالیٰ ہمارے ارادے پر، کچھ نہ کچھ اپنی عطا ضرور نازل فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نیک ارادے کو کامیاب بنانے کا ہم سے وعدہ کیا ہے، چناں چہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''وَ مَنْ اَرَادَ الْآخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُوْرًا '' (بنی اسرائیل:۱۹) جو شخص آخرت کے کسی کام کا ارادہ کرتا ہے، اوراس کی کوشش میں لگ جاتا ہے، تو میں اس کی کوشش کو بارآور کردیتا ہوں۔ لہٰذا ہمیں بھی اپنے دل کے اصلاح کی فکر اور ارادہ کرنا چاہیے، تاکہ دونوں جہان کی نعمتوں سے سرفراز ہوں۔

تقویٰ کے فضائل وبرکات:

میرے دوستو! تقویٰ سے بڑا کوئی کام نہیں، تقویٰ سے بڑی کوئی عبادت نہیں، تقویٰ کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں، تقویٰ کی کمی اور زیادتی سے درجات مرتب ہوں گے، تقویٰ کی ابتدا ہی جنت کا دروازہ کھولتی ہے، اور تقویٰ کی انتہا جنت کی نعمتوں کو بڑھا دیتی ہے؛ تقویٰ ہی ہماری ہر عبادتوں کا حاصل ہے، نماز کا، روزے کا، اور زکوٰۃ وغیرہ سب کا حاصل تقویٰ ہے، اگر ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے لگیں، تو کسی دن ان شاء اللہ ہمارا دل اللہ کے پیار کے قابل بن ہی جائے گا۔

اللہ تعالیٰ مؤمن بندے کے دل کو دن میں ۳۶۰ مرتبہ دیکھتے ہیں:

روایتوں میں آتا ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ ہر مؤمن بندے کے دل کو دن میں ۳۶۰ بار دیکھتے ہیں، کہ میرے پیار کے قابل بنا، یا نہیں بنا؟ اس نے میرے آنے کا راستہ صاف کیا، یا

نہیں کیا؟۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کسی مؤمن کے دل میں تجلی فرمانا چاہتے ہیں، تو فرشتوں سے پوچھتے ہیں، کہ اس کا دل میرے تجلی کے لائق ہوا یا نہیں؟ فرشتے کہتے ہیں کہ: ابھی تو گندگی ہے، ابھی تو سڑی ہوئی دنیا کی محبت، اور مردار دنیا کی محبت، اس کے دل میں ہے۔

میرے دوستو! اس مردار دنیا کی محبت میں بھی بدبو رہتی ہے، کیوں کہ دنیا کی محبت سے دل خراب ہوجاتا ہے، فاسد ہوجاتا ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ: اس کو کہہ دو! کہ وہ اپنے دل کو صاف کرلے؛ اگر وہ اپنے دل کو صاف کرلیتا ہے؛ تب اللہ تبارک وتعالیٰ تجلی فرماتے ہیں۔ اس لیے ہمیں بھی کسی شیخ کامل کی صحبت میں رہ کر تقویٰ اختیار کرکے اپنے دل کی تمام گندگی، برائی، اور عیب کو پاک وصاف کرکے اپنے دل کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیار کے قابل بنانا چاہیے۔

یہ دنیا مردار ہے:

نکالو یاد حسینوں کی، دل سے اے مجذوبؔ خدا کا گھر، پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

میرے دوستو! یہ دنیا مردار ہے، یہ دنیا کی گاڑیاں مردار ہیں، یہ دنیا کی بلڈنگیں مردار ہیں؛ ایسا نہ ہو کہ دنیا کا حسن، گاڑیوں کا حسن، سونے چاندی کا حسن، تمہارے دلوں میں پیوست ہوجائے، اس کے حسن کی محبت، تمہارے دلوں میں آجائے، اگر ان چیزوں کی محبت، تمہارے دل میں ہے، تو اس کو نکالو! تب تمہارا دل اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیار کے قابل بن جائے گا، اور اگر ان کو داخل رکھوگے، تو پھر یہ دل اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلی سے محروم رہے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنے دلوں کی اصلاح کا جذبہ عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کو گناہوں کے داغ دھبّے بھی پسند نہیں:

اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیار کے قابل بنانا چاہے، تو ضرور بن

جائے گا؛ بس گناہ نہ کرنے کا عزم کرے، اور جو گناہ ہو چکے ہیں، اس کو توبہ کے پانی سے دھلے۔

میرے دوستو! اگر کسی کے گھر میں کوئی مہمان آتا ہے، تو گھر کی صفائی ہوتی ہے، لوگ اسے لیپ پوت کر اور رنگ کر کے صاف وستھرا کرتے ہیں، کہ معزز مہمان آنے والا ہے؛ تو پھر آپ بتائیں! کہ وہ تو لطیف وخبیر ہے، تو ہمارے دلوں کی گندگی دیکھ کر، ہمارے دلوں میں بھلا کیسے آئے گا؟ جب وہ لطیف ہیں، تو ان کے لطیف ہونے کا خیال کرو! گناہ تو ایک بڑی چیز ہے، گناہوں کے داغ دھبہ سے بھی وہ نفرت کرتا ہے، گناہوں کے داغ دھبہ کو بھی پسند نہیں کرتا۔

گناہوں کے داغ دھبے کو دھونے کی فکر کریں:

چناں چہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

کھل گئی جب سے چشم بصیرت اپنی نظروں سے خود گر گئے ہم

فرمایا کہ: لوگ تو سمجھتے ہیں، کہ صاحب ہم تو ایسے ہیں، ویسے ہیں، لیکن جب سے دل کی آنکھ کھلی ہے، تب سے میں نے دیکھا کہ دل تو بڑا گندہ ہے؛ لطیف وخبیر کے پیار کے قابل نہیں ہے؛ لیکن صبح وشام جھاڑ و دیتا ہوں، صاف وستھرا کرتا ہوں، اپنے گناہوں کو آنسوؤں سے دھلتا رہتا ہوں، تو ایک دن مولیٰ کو پیار آ ہی جائے گا، اور اس کو اپنا تجلی گاہ بنا ہی لے گا۔

گناہوں کے داغ دھبے کو دھونے کی مشین، توبہ ہے:

برسائیں گے جب خونِ دل اور خونِ جگر ہم
دیکھیں گے تبھی نخلِ محبت میں، ثمر ہم

یعنی خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ دلوں کی دنیا میں جو کھجور پیدا ہوگی

اور جو باغ پیدا ہوگا، اس کے لیے پانی چاہیے؛ تو جب روتے رہوگے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنے دل کو پاک وصاف کرنے کی درخواست کرتے رہوگے، تو ضرور ایک وقت آئے گا جس میں یہ دل اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیار کے قابل بن جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے دلوں کو اپنے پیار کے قابل بنانے کا جذبہ اور حوصلہ عطا فرمائے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے دل کا مہمان بنانے کا ہم کو فکر عطا فرمائے۔

محبت الٰہی کا ثمرہ:

پھرتا ہوں دل میں یار کو مہماں کیے ہوئے سارے جہاں کو کوچۂ جاناں کیے ہوئے

جب دل کی صفائی ہوگی، تو اس دل میں یار ہوگا، اور جب اس دل میں یار ہوگا، تو اس دل میں یار کی تجلی بھی ہوگی؛ تو پھر آپ بتائیں کہ دنیا کی کوئی طاقت ہے جو اس دل والے کو شکست دیدے۔

حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے لوگوں نے کہا کہ اللہ والے بڑے کمزور، نحیف اور بے سروسامانی کے عالم میں دکھتے ہیں؛ فرمایا: نہیں! یہ اہل اللہ، مع اللہ ہوتے ہیں؛ یعنی اللہ والے جن کو ہم اہل اللہ کہتے ہیں، وہ مع اللہ ہوتے ہیں؛ اور جب مع اللہ ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ کا رعب ان کے چہروں پر ہوتا ہے؛ اسی لیے ساری مخلوق ان سے ڈرتی رہتی ہے، ساری مخلوق خائف رہتی ہے، اس کا راز یہی ہے کہ، کہیں اللہ سے نہ کہہ دے، اور ان کی شکایت سے میری پکڑ نہ ہوجائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو فہم سلیم عطا فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین.

خلقتِ انسانی کا راز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ. وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ أَن لَّا اِلٰـہَ إِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ.

أَمَّا بَعْدُ! فَأَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ’’اَوَلَمْ یَرَ الإِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاہُ مِنْ نُطْفَۃٍ فَإِذَا ھُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ‘‘ (یٰس:۷۷) صدق اللہ مولانا العظیم.

اللہ تعالیٰ ہر شیٔ کا رب ہے:

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ ربّ العالمین نے انسانوں کو اس دنیا میں تربیت حاصل کرنے کے لیے بھیجا ہے، اسی لیے تو اس نے اپنا تعارف ربّ العالمین سے کرایا ہے۔ نیز قرآن کریم میں بھی زیادہ تر آیات ربوبیت ہی کی ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ’’وَرَبُّ کُلِّ شَیْءٍ‘‘ انسان کو اور سارے جہان کو اپنی تربیت اور اپنی نگرانی میں رکھنے کا اعلان فرمایا، اور فیصلہ سنایا کہ میں تمہارا رب ہوں، اور جہاں تمہاری تربیت کر رہا ہوں، تمہارے ہر ہر پاٹ پرزے کی بھی تربیت کر رہا ہوں؛ کیوں کہ رب اسے کہتے ہیں، جو ناقص

کو پال کر کامل بنادے۔

خلقت انسانی کا ایک قدرتی نظام:

اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: میرا پیدا کرنے کا جو نظام ہے، انسان کو وہ یاد رکھنا چاہیے۔ چناں چہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا؛ پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں ٹھہرا دیا؛ پھر اس نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا، پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنادیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت و پوست سے آراستہ کر کے دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا۔ (سورۃ المؤمنون:۱۳-۱۴)

میرے دوستو! یہ انسان جب گوشت و پوست سے آراستہ ہو کر باہر آتا ہے، تو اس انسان پر رب کی سراپا کرشمہ سازی ہوتی ہے، میٹریل کا کوئی کمال نہیں ہوتا۔

اس انسان کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کا دوست بننے میں ہے:

اگر آپ سونے سے کوئی چیز بنادیں، اور وہ چیز خراب ہو جائے، نہ بن سکے، تو سونے کی قیمت تو لگ ہی جائے گی؛ نیز کسی قیمتی دھات سے کوئی چیز بنائیں، اور وہ چیز صحیح نہ بن سکی، تو اس دھات کی قیمت تو لگ ہی جائے گی؛ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس انسان کو جہاں سے شروع کیا، اور جہاں اس کو ختم کیا، اور اس کے بیچ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی تربیت کے لیے شریعت اتارا اور اس کی تربیت کے لیے جو نظام دیا، اگر یہ انسان اس کو اپنی زندگی میں لاتے ہوئے، اور اس پر عمل کرتے ہوئے، سارے مراحل کو طے کر لے، تب وہ ''اَللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ'' (اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست ہے) کا مصداق ہو گیا، رب کریم خود

اس کی طرف پہل کرتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنا دوست بنانے کا اعلان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اہل تقویٰ کا دوست ہوں، اللہ تبارک وتعالیٰ یہ نہیں کہتے کہ تقویٰ والے میرے دوست ہیں۔

دوستو! دیکھئے کس قدر اللہ تعالیٰ اپنی شان رحمت اور شان شفقت کا اعلان کرتے ہیں، چناں چہ اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتے ہیں: ''إِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا'' (اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے ساتھ ہیں) آیت شریفہ اس طرح نہیں ہے ''إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَعَ اللهِ'' (تقویٰ والے اللہ کے ساتھ ہیں)۔

شفقت الٰہی:

میرے دوستو! دنیا کے کسی بھی ملک کا صدر یا وزیر اعظم اپنے یہاں کام کرنے والے غلام اور ملازم کے بارے میں یہ نہیں کہتا کہ میں اس غلام کا دوست ہوں، میں اس ملازم کا دوست ہوں؛ لیکن وہ اللہ تبارک وتعالیٰ بادشاہوں کا بادشاہ اور مالکوں کا مالک ہوکر بھی یہ اعلان کرر ہا ہے، کہ میں اس غلام کا دوست ہوں؛ اس کا راز کیا ہے؟ اس کا راز یہی ہے، کہ تربیت کرنے والا حقیقت میں اس ایک نطفہ مدفون کی تربیت کرکے اپنا پڑوسی بنا رہا ہے۔

اہل تقویٰ، اللہ کے پڑوسی ہیں:

میرے بھائیو! روایتوں میں آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جن لوگوں کو جنت عدن اور جنت الفردوس عطا فرمائیں گے، تو جنت الفردوس کی جو چھت ہوگی، وہ عرش کی چھت ہوگی؛ یعنی جنت الفردوس میں سیلاپ اور ڈھکن لگا ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کی چھت

کا ڈھکن ہوگا۔

آپ لوگوں میں سے کوئی سعودیہ میں ریموٹ سسٹم دیکھا ہوگا، چناں چہ ہوتا یہ ہے کہ ریموٹ دبایا گیا اور پورا گنبد آ کر ڈھک گیا، اور پھر دبایا تو چلا گیا، تو جب ایک ہی چھت سے یہاں دونوں کام ہو رہا ہے، تو وہاں بھی ایسا ہی ہوگا، کہ چھت تو ایک ہی رہے گی؛ لیکن جنت الفردوس کی بھی ہوگی اور عرش کی بھی۔

تربیت یافتہ لوگوں کے صفات:

تو آپ بتائیں کہ بھلا ایسے (V.I.P.) پڑوس میں رہنے والا، دہشت گرد ہوسکتا ہے؟ وہ تو سراپا سلامتی ہوگا، سراپا اسلام کی سلامتی میں ڈوبا ہوا انسان ہوگا، سراپا حقِ منعم اور حقّ نعمت کو پہچاننے والا ہوگا، حقّ خالق اور حقِ مخلوق سے آراستہ وپیراستہ اور مزین ہوکر اپنے مالک حقیقی کے پڑوس میں رہ کر ان کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہوگا۔

غیر تربیت یافتہ لوگوں کے احوال:

میرے دوستو! جب اس انسان کی تربیت نہیں ہوتی، تو یہ اپنے رب کریم سے بھی جھگڑنے لگتا ہے، چناں چہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں: ’’اَوَلَمْ یَرَی الإِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَاهُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ‘‘ (یٰس:۲۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: کہ ذرا اس انسان کو سوچنا بھی چاہیے، کہ عرش وکرسی کے مالک سے جھگڑنے والا کون؟ ایک بالشت کا یہ سراپا نجاست کا پتلا، عرش وکرسی کے مالک سے ٹکرا رہا ہے، اس کی حماقت تو دیکھو! اس کی جہالت دیکھو! اور اس کی سمجھ کا دیوالیہ پن تو دیکھو! لڑنے کس سے جا رہا ہے! اگر اس انسان کی تربیت نہیں ہوگی، تو خالق کی عنایتوں

سے بھی محروم ہوگا، مخلوق کی بھی عنایتوں سے محروم ہوجائے گا، اپنوں کی محبت سے بھی محروم ہوگا؛ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کے اندر جو اُنس رکھا ہے، وہ اس اُنس سے بھی محروم کردیا جائے گا۔

جیسے گھر میں پیدا ہونے والا ایک اَن پڑھ اور بالکل جہالت کے مجموعہ کو، نہ تو تعلیم دی جائے، اور نہ تربیت کی جائے، بلکہ ایسے ہی چھوڑ دیا جائے، اور وہ جوان ہوکر بالکل مسٹنڈا ہوجائے؛ تو وہ جانوروں کی طرح لوگوں کی کھوپڑی پھوڑے گا، لوگوں کی جھونپڑی توڑے گا، تو گویا کہ وہ اپنے گھر اور پڑوس میں رہنے والے انسانوں کی تباہی وبربادی کا ایک اہم ذریعہ اور اہم کردار ادا کرنے والا ہوگا۔

میرے دوستو! اگر اس کے نفس کی تربیت کی فکر نہیں کی گئی، تو گویا ایک جانور انسان کی شکل میں پیدا ہوگیا؛ اس لیے وہ جانور بن کر نعمت سے بھی محروم ہوگا، منعم سے بھی محروم ہوگا، اور اپنے دوستوں کی دوستی اور عزیز واقارب کی قربت سے بھی محروم ہوگا؛ بلکہ وہ تو سب سے محروم ہوتا چلا جائے گا۔

شریعت کے بنیادی مرکز دو ہیں:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شریعت کا جو بنیادی مرکز قائم فرمایا، ان میں سے ایک حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد ہے؛ ایک اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے، اور دوسرا اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا ہے؟

چناں چہ ملا علی قاری الحنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ’’لَا إِلٰــــهَ إِلَّا اللّٰهُ ‘‘ کا حاصل ’’اَلْـعِـصْـمَةُ لِأَمْـرِ اللّٰهِ ‘‘یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکامات میں عصمت پیدا ہو، مالک کو پہچاننے کی فکر پیدا ہو، منعم کو پہچاننے کا حوصلہ پیدا ہو، اس کو پانے کا جذبہ پیدا ہو، اس کی

خوشیوں کے لیے ایک طبعی تقاضا ہو، جو اس کو ڈھکیلتا ہوا مسجدوں میں لے جائے، ایک طبعی اور اندرونی تقاضا اپنے منعم کے انعامات پر قربان ہونے کا جذبہ پیدا کرے، اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک ایسی شریعت نازل فرمائی، جو اپنے رب کو پہچاننے کا حوصلہ عطا کرے؛ اور حقوق العباد یہ ہے کہ جہاں میری عصمت لگی ہوئی ہے، اگر تم کو محبت ہوگی، تو مجھے بھی چاہو گے اور میرے چاہنے والوں کو بھی چاہو گے۔ ع:-

تجھے چاہوں، تمہارے چاہنے والوں کو چاہوں

اس لیے جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت عطا ہوگی، تو پھر جہاں جہاں اس کی مہر لگی ہوئی ہے، وہاں وہاں اس کی محبت کی وجہ سے اس کا برتاؤ بھی بدل جائے گا۔

خدا کی مخلوق کے ساتھ رحمت وشفقت کا معیار:

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا. سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' (سورۂ آل عمران:۱۹۱)

اگر انسان، رب کی تربیت قبول کر کے، اس کے ذکر سے اور اس کی نعمتوں میں فکر کرنے سے متأثر ہو جائے، تو چوں کہ ذکرِ الٰہی کی کثرت انسان کو شیطان نہیں بننے دیتی۔ نیز فکر کی کثرت اور فکر کی اصابت اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق سے نفرت نہیں دلاتی بلکہ جس قدر ذکر وفکر کی اصابت نصیب ہوگی اسی قدر خلق الٰہی کے ساتھ رحمت وشفقت نصیب ہوگی۔

چناں چہ آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیں، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھ لیں، دیگر حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان دیکھ لیں، اتنی عظمتوں کو چھونے کے باوجود بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ان کا برتاؤ، ان کا

معاملہ، ان کا رزلٹ کیسا رہتا ہے؟

میرے دوستو! اصل یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے تعلق کی قوت ہی اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کے ساتھ نرمی سکھاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی مکرم کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں''فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَهُمْ'' (آل عمران:۱۵۹) اے میرے محبوب! یہ میری رحمت ہے، جو آپ پر سب کو دکھتی ہے، یہ میری رحمت ہے کہ آپ کے لین قلب سے مخلوق خدا آپ پر فدا ہوتی جارہی ہے اور آپ پر قربان ہوتی جارہی ہے، یہ آپ کے دل کی نرمی اللہ تبارک وتعالیٰ کی عنایت کا اثر ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو لین قلب بنایا جس کا نفع آپ کے سامنے ہے۔

میرے دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذکر کرنے والوں میں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنے والوں میں جب ذکر کی کثرت ہوگی تو فکر صائب نصیب ہوگی اور جب فکر صائب نصیب ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو پہچاننے میں دھوکہ نہیں ہوگا اور ساتھ ساتھ اپنی نگرانی اس پر بھی غالب ہوتی چلی جائے گی۔

عقلمندوں کے کچھ اہم صفات:

میرے دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس دنیا میں اپنے سمجھ دار بندوں کا تعارف کرایا ہے کہ عقل مند کون لوگ ہیں، عقل مند اور سمجھ دار وہ ہیں جو کافی ٹافی لے کر ٹہلنے چلے جائیں؟ نہیں! وہ تو بے وقوف ہیں اور بچے ہیں، عقل مند تو وہ ہیں جو ہر حال میں منعم کے ساتھ رہنے کے لیے مچلتے رہتے ہیں، وہی لوگ عقل مند اور کامیاب ہیں، اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا کہ میرے سمجھ دار وہ بندے ہیں، عقل مند وہ بندے ہیں، عقل کامل اور فہم سلیم رکھنے والے وہ لوگ ہیں کہ''الذین یذکرون اللہ'' یعنی جو لوگ

اللہ تبارک وتعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، منعم حقیقی کو یاد کرتے ہیں، مالک دوجہاں کو یاد کرتے ہیں۔

صحابہ کے ذکر الٰہی کی کیفیت:

وہ لوگ اللہ ربّ العزت کو کیسے یاد کرتے ہیں، فرمایا ’’**قیاما وقعودا وعلی جنوبھم**‘‘ کہ یہ فرشتہ صفت انسان اپنی زندگی میں اللہ رب العزت کو یاد کرتے ہیں، چناں چہ بیٹھے بیٹھے بھی، لیٹے لیٹے بھی، کھڑے کھڑے بھی، گویا کہ ہر حال میں جب دیکھو تب اسی مالک کا نام، جب دیکھو تب اسی خالق کائنات کا خیال، جب دیکھو تب اسی مالک کا نام، جب دیکھو تب اسی خالق کائنات کا خیال، جب دیکھو تب وہ اپنے مالک سے جڑا ہوا ہے، اور اسی کی محبت میں ہر وقت ڈوبا ہوا ہے، عقل مند تو یہ لوگ ہیں دوستو! نعمت میں الجھ کر مالک کو بھولنے والا تو بے وقوف ہے، مال دیا، بیوی، بچے اور اہل وعیال دیئے اللہ ربّ العزت کو بھولنے کے لیے؟

نہیں بلکہ اس لیے دیا کہ اس کو دیکھ دیکھ کر مجھے یاد کرے گا، لیکن یہ انسان ان خوشیوں کے بہانے اللہ ربّ العزت کو بھول رہا ہے، اللہ کو یاد کرنے کا موقع کہاں؟ ان چیزوں نے تو اس کو غفلت میں ڈال دیا، اور جب اللہ کا ذکر کثیر نصیب ہوتا ہے تو پھر ’’**وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ**‘‘ یعنی ساری چیزوں میں غور کرتا ہے، او رکہتا ہے کہ اوہو یہ میرے مالک کا بنایا ہوا آسمان ہے، یہ میرے مالک کی بچھائی ہوئی زمین ہے، یہ میرے مالک کا بنایا ہوا اشرف المخلوقات ہے۔

اور ذکر کی برکت سے اور فکر کی برکت سے اس کی زبان سے بے ساختہ یہ جملہ نکل آتا ہے ’’**رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا**‘‘ کہ اے اللہ تو نے جو پیدا کیا ہے وہ بے کار نہیں ہے، یہ فضول نہیں ہے۔

حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوسکتا:

یہ تو حکیم کا عمل ہے اور'' **فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة** '' کہ اس کا کوئی عمل حکمت سے خالی نہیں ہوسکتا۔

انسان تو بہت بڑی چیز ہے، ایک ذرہ جس کو انسان بے مقدار سمجھتا ہے وہ ذرۂ بے مقدار بھی بہت ہی بڑا اور بہت ہی باقدر ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیدا کرنے کی عصمت لگی ہوئی ہے، جس کو خالق دوجہاں، خلاق عالم اور بدیع السمٰوات والارض پیدا کرے اس چیز کی افادیت میں اور اس چیز کی بھلائی میں شک وشبہ کیسے ہوسکتا ہے، اس لیے وہ کسی بھی چیز کو حتیٰ کہ جانور کو سور کو اور کتے کو ذلیل اور حقیر سمجھ ہی نہیں سکتا انسان کو تو دور کی بات ہے، اس لیے کہ کسی بھی مخلوق کو ذلیل سمجھنا جائز ہی نہیں۔

دوستو! ذکر وفکر کی برکت سے انسان کی یہ تربیت ہوئی جو حقیقت میں یہی نفس کی بھی تربیت ہے، اس تربیت کے ذریعہ سے جب اس نصاب کو قبول کرے گا، اور اس کی تکمیل کرے گا، تو ایک بھی چھوٹی سے چھوٹی اور گری پڑی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی نسبت پر محبت سے دیکھے گا، اور کہے گا'' **ربنا ما خلقت هذا باطلا** '' میرا رب اس کو پیدا کرنے والا ہے، وہ بھلا باطل چیز کو کب پیدا کرسکتا ہے، اس نے پیدا کیا تو بالکل درست کیا۔

مالک کا ذکر کرنے سے جب اس کے دلوں پر مالک کی عظمت اور جلالت شان کی چھائی جم جاتی ہے، اور جب اس کے کمالات کا اس کی مخلوقات کا اور اس کی مصنوعات کا اس کے دل ودماغ پر بوجھ پڑتا ہے، تو اپنے وجود سے شرمانے لگتا ہے، اور یہ کہتا ہے کہ اے میرے مولیٰ میں تو تیری نعمتوں کے بیچ ایسا بے کار ہوں جو جلائے جانے ہی کے قابل ہوں، لیکن اگر تیرا کرم مجھے بچالے جائے تو پھر آپ سے کون پوچھ سکتا ہے'' **سُبۡحَانَکَ فَقِنَا**

عَذَابَ النَّا رِ ‘‘ کہ اے اللہ تو بہت پاک ہے، بڑے کمالات کا مالک ہے، بڑی عظمتوں کا مالک ہے، تو ہی تو ’’ولہ الکبریاء فی السمٰوات والأرض ‘‘ کا مصداق ہے، تیری کبریائی آسمان وزمین میں دندنانی پھر رہی ہے، اور میں تو بڑا ہی نا کارہ ہوں، میری تو کچھ بھی حیثیت نہیں، اس لیے ہمیں بخش دیجئے اور جہنم کی آگ سے بچالیجئے، تو معلوم ہوا کہ ذکر کی کثرت سے اور فکر کی اصابت سے اسے اپنی ذلت اور عاجزی کا استحضار بڑھتا چلا جارہا ہے، اور اگر نہیں بڑھ رہا ہے تو ذکر میں خامی ذاکر میں خامی، اس کے احباب میں خامی اس کی تربیت میں خامی اور اگر کوئی دوا سوٹ نہیں کررہی ہے تو ڈاکٹر کو سوچنا پڑجاتا ہے کہ یہ شخص تو دوا بھی کھارہا ہے اور دبلا پتلا ہوتا چلا جارہا ہے، اس کی یہ ٹانک اس کو فائدہ نہیں کررہی ہے، بہر حال اللہ تبارک وتعالیٰ نے دوصفت بیان فرمایا:

(۱) ’’ربنا ما خلقت هذا باطلا‘‘ (۲) ’’سبحانک فقنا عذاب النار ‘‘ کہ اے اللہ میں تو بالکل جلائے جانے ہی کے قابل ہوں، اگر آپ مجھے اپنے جہنم میں پھینکنے سے بچالیں تو میں آپ کی اس شان حفاظتی پر سوبار قربان ہوں، وہ تو اپنے کو جہنم میں جانے کے لائق سمجھ رہا ہے اور دوسروں کو اللہ کے خالقیت کی نسبت پر عظمت واحترام سے دیکھتا ہے۔

شیخ احمد کبیر رفاعی اور ایک شقی کا دلچسپ واقعہ:

چناں چہ شیخ احمد رفاعی بڑے لوگوں میں سے تھے، جو شیخ عبدالقادر جیلانی کے معاصرین اور ان کے اعزاء میں سے بھی تھے، حضرت حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ نے ان کا ایک قصہ لکھا ہے کہ کوئی بدبخت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کے یہاں گیا، تو شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے لوح محفوظ میں دیکھا کہ یہ تو شقی ہے اس کے شین کا نقطہ کون اڑا سکتا ہے، اس لیے ان سے فرمایا کہ بھائی ایسا ہے آپ

یہاں سے چلے جائیں، اس نے سوچا تھا کہ غوث الثقلین کے یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہونچنے کا ڈنکا بجتا ہے، وہاں گیا تو ''نوانٹری'' لگی ہوئی ہے، اب پھر وہاں سے شیخ احمد کبیر رفاعی کے یہاں چلا گیا، اور وہ حضرت تو دیکھتے ہی پہچان گئے اور فرمایا کہ ادھر آؤ اس نے کہا کہ میں تو غوث الثقلین کے پاس گیا تھا لیکن وہ تو خانقاہ سے نکال دیئے، فرمایا چلو ٹھیک ہے یہیں رہو اور ان سے شیخ احمد کبیر رفاعیؒ نے فرمایا کہ جیسے تم بد بخت ویسے میں بد بخت آؤ بیٹھو، خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو!۔

چناں چہ وہ شخص شیخ احمد کبیر رفاعی کی صحبت میں ایک سال رہا، پھر تختہ پلٹ گیا، کیوں کہ حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**ھم القوم لایشقی بھم جلیسھم** '' (مسلم شریف، الرقم: ۲۶۸۹) یعنی میرے کچھ مقبولان بارگاہ ایسے بندے ہیں جن کی صحبت میں رہنے والا اگر بد بخت بھی ہو تو نیک بخت بن جائے گا، بہر حال اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا کہ ان کی شقاوت مٹادی جائے، پھر انہوں نے ان سے کہا کہ جاؤ شیخ عبدالقادر جیلانی کو سلام کہو! چناں چہ ایک سال کے بعد گئے اور سلام کیا تو شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہاں تھے بھائی، اس نے کہا کہ میں وہی پرانا مسافر ہوں، حضرت نے کہا کہ اچھا اچھا بیٹھ جاؤ اور چوں کہ شاہ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ کی عادت لوح محفوظ پر دیکھنے کی تھی ہی جب دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ اس کی تختی پلٹ دی گئی ہے، پھر فرمایا کہ بھائی تم کہاں تھے، اس نے کہا کہ میں تو احمد بھائی کے یہاں رہ گیا تھا، فرمایا کہ یہ ان ہی کا دل گردہ تھا اور یہ ان ہی کا کام تھا، تمہارے پیچھے اتنی محنت کی اتنی محنت کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی صحبت کی برکت سے تمہارا نیم پلیٹ بدل دیا اور شقی سے سعید بنادیا۔

بہر حال نفس کی اصلاح اور بے اصلاح کا کیا اثر پڑتا ہے اس واقعہ سے بخوبی معلوم

ہو گیا ہو گا، اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ دونوں عمامہ باندھے نکل رہے تھے، اور جمعہ میں شیخ کا خطاب بھی ہونا تھا، احباب بھی پیچھے رہے ہوں گے، اب اِدھر سے کتا آرہا تھا راستہ بھی تنگ تھا، نیچے سے گندے پانی کی نالی بہہ رہی تھی، اب اس تنگ راستہ میں اِدھر کتا کھڑا ہو گیا اور اُدھر پیر صاحب کھڑے ہو گئے تو پیر صاحب نے کہا کہ یہ نیچے سے چلے جاتے تو بڑا اچھا ہوتا، کتے نے وہیں سے تقریر شروع کر دی کہ اچھا حضرت آپ مجھے حقیر سمجھ کر میرے لیے گندہ راستہ انتخاب کئے ہیں، انہوں نے کہا نہیں ایسا کچھ بھی نہیں، ایسی بات نہیں میں تجھے حقیر کیوں سمجھوں! بھائی بات اصل یہ ہے کہ تم غیر مکلّف ہو اور میں مکلّف ہوں، اور مجھے ابھی نماز پڑھانی ہے اور چھینٹ وغیرہ پڑ گئی تو بہت پریشانی ہوگی، اس لیے اگر تم نیچے سے چلے جاتے تو بڑا اچھا ہوتا، اس کتے نے کہا میں نیچے سے نہیں جاؤں گا، اس نے کہا کہ آپ تقریر تو لمبی لمبی کرتے ہیں اور ہم کو آپ حقیر سمجھتے ہیں، فرمایا نہیں میں حقیر آپ کو کیوں سمجھوں؟ اس نے کہا کہ اگر آپ مجھے حقیر نہ سمجھتے تو میرے لیے خراب راستہ انتخاب نہ کرتے، حضرت نے کہا کہ ایسا ہے تم غیر مکلّف ہو تم کو نہانے دھلنے اور وضو کرنے کی کوئی ذمہ داری نہیں دی گئی، فرمایا کہ نہیں اگر میں نیچے سے چلا آیا اور آپ اوپر سے گذر گئے اور آپ کے دل و دماغ میں اگر بڑائی کا کوئی ذرہ بھی پیدا ہو گیا اور بڑائی آ جائے گی، تو یاد رکھئے کہ اس ناپاکی کو سات سمندر بھی پاک نہیں کر سکے گی، اس کو جہنم کی آگ ہی جلائے گی، پھر آپ کا کتنا بڑا نقصان ہوگا، اس لیے آپ نیچے سے جائیں اور میں اوپر سے جاؤں گا۔

احسان کا بدلہ اس دنیا میں بھی مل جاتا ہے:

اور اس نے کہا کہ حضرت آپ بڑے آدمی تھے، میں نے آپ کے ساتھ یہ احسان اس لیے کیا کہ چند دنوں پہلے آپ کا کہیں سفر ہوا تھا اور اس سفر میں آپ نے میری نسل پر

احسان کیا تھا، چناں چہ ایک چھوٹا سا پلّا تھا جو ٹھنڈ سے مر رہا تھا، تو آپ نے اپنے متعلقین سے کہا کہ اس بچہ کو لے جا کر آگ کے پاس بیٹھا دو اور صاف وستھرا پانی ڈال کر اس کو صاف کر دو تو آپ کے متعلقین نے اس کے ساتھ فوراً یہ خدمت کی تھی، اور مجھے اس کی خبر ملی تھی، اس لیے میں نے سوچا کہ اس نے میری نسل پر احسان کیا ہے، اس لیے میں بھی ایک احسان کر دوں، حضرت نے فرمایا کہ کتے کو جو یہ مسئلہ معلوم ہوا ہے، وہ اتحادی ہے کہ کتے اور سور کو بھی اپنے سے بدتر سمجھنا جائز نہیں حرام ہے۔

کسی بھی مخلوق کو حقیر سمجھنا حرام ہے:

تمہیں پیدا اللہ نے کیا، کھلایا پلایا اللہ نے، تو تم کون ہوتے ہو ''بھجنی کے تیسر'' (دیہاتی مثل ہے، یعنی بے وقعت، بے حیثیت) تمہارا کیا لگا ہوا ہے، تم اس کو حقیر کیوں سمجھتے ہو، تمہیں اپنی بالادستی کا حق کس نے دیا اس کو برا سمجھنے والا تم کون ہو؟ کسی انسان کو برا سمجھنا تو کجا کسی جانور اور کتے کو برا سمجھنا جائز نہیں، حرام ہے۔

اولیاء اللہ کو بلند مقام ملنے کی وجہ:

اسی طرح کے واقعات کے لیے ایک شعر مشہور ہے، کہتے ہیں کہ

ازیں بر ملائک شرف داشتند
کہ خود را بہ از سگ نہ پنداشتند

یعنی اولیاء اللہ کو جو یہ مقام اور بلندی ملتی ہے اور فرشتے بھی ان کے پیچھے رہ جاتے ہیں اس کا راز یہ ہے کہ انہوں نے کبھی اپنے کو کتے سے افضل نہیں سمجھا۔

کتے کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ جس کی ایک روٹی بھی کھالیتا ہے اس کی کبھی نمک

حرامی نہیں کرتا بلکہ پوری زندگی وفاداری میں گذار دیتا ہے لیکن یہ انسان جس کو اشرف المخلوقات کے خطاب سے نوازا گیا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے شمار نعمتیں روندتے ہوئے گذر جاتا ہے، پھر بھی اس کے اندر اپنے مالک کے سامنے شکر گذاری کے ساتھ سر رکھنے کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا۔

دوسروں کو حقیر سمجھنے کی وجہ:

میرے دوستو! ہمارا اپنے آپ کو افضل سمجھنا حقیقت میں اپنے نفس کی تربیت نہ کرانے کا نتیجہ ہوتا ہے، اس لیے جو تربیت کا نصاب ہے ذکر، فکر، خوف اور صحبت اہل اللہ اگر اس نصاب سے انسان اپنے کو مجلی کر لیتا ہے تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تعلق میں بھی باادب ہوجاتا ہے، بندوں کے تعلق میں بھی باادب ہوجاتا ہے، مخلوق کے تعلق میں بھی نرم اور مہربان ہوجاتا ہے اور خلق کے تعلق میں بھی نرم اور مہربان ہوجاتا ہے۔

اس بیماری کے علاج نہ کرانے کا نقصان:

اور اگر یہ انسان اس نصاب سے اپنے نفس کو مجلی نہیں کرتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے لڑتا جھگڑتا ہے اور اللہ کی شکایت کرتے پھرتا ہے کہ اللہ نے تو کچھ دیا ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں سے شکوہ:

اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مقدس میں اس انسان کی شکایت کی ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ'' (العادیات:٦) یعنی یہ انسان اپنے رب کا اپنے مربی کا بڑا ناشکرا ہے! کیوں؟ ناشکرا کیوں ہے؟ تو ناشکرا ہونے کا راز یہ ہے کہ یہ اپنی نعمتوں کو نہیں دیکھتا، یہ تو دوسروں کی نعمت دیکھتا ہے، اپنی تجوری نہیں دیکھتا،

بلکہ دوسروں کی تجوری دیکھتا ہے، دوسروں کے حساب وکتاب سے کیا ہوگا، تمہارا حسب وکتاب تم سے ہوگا، ناشکری کا راز یہ بھی ہے کہ اپنے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کو نظرانداز کردیتا ہے، چناں چہ ایک شخص پیدل چلتا ہے تو وہ سائیکل والے کو دیکھ کر کہتا ہے کہ بھلا بتلائیے ابھی اس کی عمر ہی کیا ہے، یہ تو سائیکل سے جارہا ہے اور میں اس سے کتنا بڑا بدنصیب ہوں کہ مجھے سائیکل بھی نصیب نہیں ہوئی، سائیکل والا جب موٹر سائیکل والے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ مین سائیکل ہی میں رہ گیا اور یہ موٹر سائیکل سے جارہا ہے، موٹر سائیکل والا کار والے کو دیکھتا ہے تو اس کی نعمت پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی شکایت کرتا ہے کہ بھلا بتلائیے ابھی تک ہم کو کار نہیں دیا اور اس بے کار کو کار میں بیٹھا کر ٹہلارہا ہے۔کوئی اور بڑی گاڑی کراس کرکے گذرتی ہے تو کہتا ہے کہ بھلا بتلائیے یہ فلاں جگہ کا چمار ہے، آپ نے اس کو اتنا بڑا جھنڈ اونڈا دیدیا اور میں تو ویسا کا ویسا ہی رہ گیا۔

دوستو! وہ شخص کس کی شکایت کررہا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی نا......جی ہاں وہ اللہ کی شکایت کررہا ہے۔

ایک فقیر کا واقعہ:

ایک فقیر صاحب نے اعلان کیا کہ میں بڑا فقیر ہوں بڑا پریشان ہوں، آپ لوگ میری مدد کیجئے، اس پر ایک صاحب نے اس فقیر کو روک دیا اور یہ کہا کہ ایسا ہے کہ تم یہ بات مت کہو، صرف آپ یہ کہو کہ تم میری مدد کرو، لیکن یہ مت کہو کہ میں بڑا محتاج ہوں، بڑا مسکین ہوں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں، اس فقیر نے کہا کیوں؟ آپ کو کیا پتہ کہ میں کس حال میں ہوں، تو اس شخص نے کہا کہ ارے بھائی تم دس لاکھ لے لو اور ایک آنکھ نکال کے دیدو، تمہارے پاس دس لاکھ کی ایک آنکھ ہے کی نہیں، یہ تو دس لاکھ تمہارے لئے ہے، ورنہ اگر

پروین تو گڑیا (جو بھارت میں ہندوؤں کی سخت گیر تنظیم وشو ہندو پریشد کے صدر ہیں) کی آنکھ نکال کرلے جاؤ گے تو وہ دس ہزار کروڑ دے گا اور کہے گا کہ بھیا دس ہزار کروڑ کی یہ چیک لو اور میری آنکھ چھوڑ دو، اور اگر اوباما کی آنکھ نکالنے جاؤ گے تو وہ دس ہزار ڈالر دے گا، بہرحال اس شخص نے اس فقیر سے پوچھا کہ یہ آنکھ کی قیمت نہیں ہے، اس دماغ کی قیمت نہیں ہے، تمہارا ہاتھ قیمتی نہیں ہے، پھر یہ کیوں کہتے ہو کہ اللہ نے مجھے کچھ نہیں دیا، تمہارا اپنے رب کے ساتھ تعلق صحیح نہیں ہے اس لیے رب کی شکایت کرتے ہو۔

حضرت حکیم اختر صاحب علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ:

حضرت مولانا محمد حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ خلیفہ اجل محی السنہ شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئی علیہ الرحمہ کی ایک بات مجھے یاد آ گئی، چناں چہ حضرت حکیم اختر صاحبؒ کے یہاں ایک صاحب گئے اور انہوں نے قصہ سنایا کہ حضرت کے پاس ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ میں بہت پریشان ہوں، حضرت نے فرمایا کیوں پریشان ہو، تو اس نے کہا کہ کھانے پینے کو کچھ بھی نہیں، تو حکیم صاحب نے فرمایا کہ تم اپنی کمر میں آٹھ لاکھ کا گردہ باندھے ہوئے ہو، یہ کھول کر مجھے دیدو، پھر حضرت نے اس کو سمجھایا، کہ دیکھو! فلاں صاحب بنگلہ دیش کے رہنے والے ہیں، وہ مدراس گئے ہوئے تھے، گردہ تبدیل کرانے اور معلوم نہیں کہ ڈاکٹر نے وہ گردہ بندر کا لگا دیا یا بکرے کا لگا دیا وہ تو چھوڑ یئے لیکن ایک گردہ کی تبدیلی میں آٹھ لاکھ روپیہ خرچ کیا اور آٹھ لاکھ دیکر ایک گردہ لے کر آیا، لہٰذا تم کو سوچنا چاہئے کہ میرے پاس آٹھ دونی سولہ لاکھ روپیہ موجود ہے، آپ نے کبھی سوچا! نہیں سوچا۔

میرے دوستو! ہم نے اللہ کے تعلق کو صحیح نہیں سیکھا، اللہ کے ساتھ باادب رہنے کا

ڈھنگ نہیں سیکھا، اس لیے یہ نفس اللہ کا شا کی بنا کر تمہیں جہنم میں لے جانے کا انتظام کرا رہا ہے۔

اشرف المخلوقات ہو کر بھی جہنم میں جانا قابل تعجب ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام مقدس میں ارشاد فرماتے ہیں: ''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ''(النساء:۱۴۷) یعنی تمہیں عذاب دینے سے اللہ تعالیٰ کو کیا ملے گا؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم کو عذاب دینے کے لیے پیدا کیا تھا؟ فخر کائنات بنایا تھا؟ مخدوم کائنات بنایا تھا؟ اشرف المخلوقات بنایا تھا؟

نہیں! ہرگز نہیں!! وہ تو تمہیں اپنے پیار کے قابل دیکھنا چاہ رہا تھا، اور تمہیں جنت مکین بنانا چاہ رہا تھا، مگر تم نے اس کی مرضیات کو پامال کیا، اور نامرضیات کو اپنے اوپر اوڑھ کر خود کو جہنم کا مستحق بنالیا!!۔

مسلمانوں کی شریعت سے روگردانی کی ایک مثال:

ایک صاحب قصہ سنانے لگے: کہ ہم لوگ اپنے کسی دوست کے یہاں دعوت کھانے گئے، وہ صاحب روٹی پر روٹی لائے جا رہے ہیں، اور ہمارا حال یہ تھا کہ ہم آدھی روٹی کھاتے، اور دو روٹی تخت کے نیچے پھینک دیتے؛ اب روٹی پکانے والا تھک گیا، اور یہ سوچنے لگا کہ یہ سب کہاں سے آ گئے؟ کتنا کھاتے جائیں گے؟ بعد میں معلوم ہوا کہ ۲۵ روٹی تخت کے نیچے پھینک دیئے تھے۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: میں نے شریعت کے جو احکام بنا کر دیئے تھے اور جو نظام حیات دیا تھا، کہ اس وقت روزہ رکھنا، اس وقت نماز پڑھنا، اس وقت حج ادا کرنا، فلاں وقت یہ ذکر کرنا، ایسا حال آئے، تو یہ دعا کرنا؛ تو میں نے جو نصابِ تربیت تم کو عطا کیا

تھا، تم نے اس کو نہیں حاصل کیا، اور اپنی زندگی کو ضائع کر دیا۔

میرے دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی بات سمجھا رہے ہیں، چناں چہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''یَا أَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ'' (المائدۃ:٦٧)

یعنی اے میرے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ پہونچا دیجیے! کیا چیز پہونچانی ہے؟ فرمایا: ''مَا اُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ'' آپ کے مربی کی جانب سے اور آپ کے پالنہار کی جانب سے جو نظام تربیت اتارا گیا ہے، آپ اسے ضرور پہنچایئے گا، اس لیے کہ وہ روح کے لیے نصابِ تربیت ہے؛ جیسے دواؤں کا کورس ہوتا ہے، ایسے ہی روحانی دوائیں ہوتی ہیں۔ نظام جسم کو درست رکھنے کے لیے چاند، سورج، زمین، سیارے، درخت، پہاڑ اور ہوا، پانی غرضیکہ تمام مخلوقات کو انسان کے واسطے پیدا کیا ہے، اور روح کی تربیت اور اس کی اصلاح کے لیے ایک عظیم کتاب اور عظیم رسول کو انسانوں میں بھیجا، اور جسم سے زیادہ روح کی پرورش کو مہتم بالشان قرار دیا، تاکہ اللہ کی جنت آباد ہو سکے، ورنہ تو سب کے سب جہنم رسید کر دیئے جائیں گے، اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری علیہ الرحمہ کا واقعہ:

مجھے ایک قصہ یاد آ گیا: دادا جان قطب الاقطاب شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری علیہ الرحمہ خلیفہ اجل حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ سے کسی نے کہا تھا: کہ حضرت! دوسرے مولانا لوگ جو بات کرتے ہیں، وہی باتیں آپ بھی کرتے ہیں، اور وہی کتاب آپ بھی پڑھتے ہیں؛ آخر وجہ کیا ہے، کہ آپ کی باتوں میں اور ان کی باتوں میں زمین

آسمان کا فرق رہتا ہے؟ تو دادا جان علیہ الرحمہ نے فرمایا: دیکھو! شامی کباب تیار کیا جارہا ہو، اس میں کچھ مصالحہ بھی رکھے ہوں، اور گرم مصالحہ وغیرہ سب موجود ہوں، لیکن وہ ابھی تلے نہ گئے ہوں، اب کوئی شخص اس کو کباب سمجھ کر منہ میں ڈال لے، تو اس کو تھوک دے گا، اور اس کی زبان بدمزہ ہوجائے گی، لیکن وہی کباب جب ان تمام اجزاء کے ساتھ کڑاہی میں اڑھائی منٹ تک جلتا بھنتا ہے، اور مجاہدے سے گذر کر جب دسترخوان پر سجایا جاتا ہے، تو کافر بھی کہتا ہے۔ ع:-

بوئے کباب، مارا مسلماں می کند

''کباب کی خوشبو تو مجھے مسلمان کیے جارہی ہے'' کیوں کہ کباب کی خوشبو سے کباب کی تڑپ اور طلب پیدا ہوجاتی ہے؛ (اور اس کی لذت پانے کے لیے مسلمان ہونا پڑے گا)۔ یہ بڑے بڑے کافر جو اپنی پیشانی پر ٹیکہ لگاتے ہیں، وہ جب جہاز میں آتے ہیں تو کہتے ہیں، کہ حاجی صاحب ذرا کباب چکھائیں! ہمارا کباب تو آپ کے کباب کی طرح لذیذ نہیں ہے۔

کیوں! دونوں کباب میں کیا فرق ہے؟ فرمایا ایک تربیت یافتہ ہے، اور ایک غیر تربیت یافتہ، ایک مجاہدہ سے گذرا ہے اور ایک مجاہدہ سے ناآشنا ہے، بظاہر دونوں کباب تو ایک ہی ہیں، لیکن حقیقت میں فرق ہے؛ ٹھیک اسی طرح تربیت یافتہ عالم اور غیر تربیت یافتہ عالم کی بات میں فرق ہے۔

ہمارا عمل ناقص ہے:

میرے دوستو! ہماری شریعت کے ہر حکم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''جَاهِدُوْا فِی اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ'' کا حکم دیا ہے۔ وہ ہم نے چھوڑ دیا؛ آپ نے علم حاصل کیا، تو آپ نے

ایک کام کرلیا، لیکن مجاہدہ والا کام چھوڑ دیا، یعنی اپنی تربیت اور اصلاح نہیں کرایا، جب چھوڑ دیا تو کیا ہوگا؟ جیسے کچا کباب کھا کر لوگ تھوک دیتے ہیں، اسی طرح آپ کو چکھ کر لوگ کہیں گے ''کہ یہ تو کچا کباب ہے'' اور کچا کباب کھا کر کوئی خوش ہوگا؟ نہیں! بلکہ وہ تو اس کو تھوک دے گا۔

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　　جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

اسی طریقہ سے جب ہم شریعت کے احکام کو، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے نظام تربیت ہے، اس نظام تربیت کو اور نصاب تربیت کو ٹھوکر مار دیتے ہیں، تو پھر ہمارا نفس ٹیڑھا ہوکر رہ جاتا ہے۔

ناقص عمل کا انجام:

میرے دوستو! اسی بنا پر نہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے اس کو بولنے کا ڈھنگ آتا ہے، نہ مخلوق سے اس کو کہنے کا ڈھنگ آتا ہے، نہ چھوٹوں سے بات کرنے کا سلیقہ ہے، نہ بڑوں سے بات کرنے کا ڈھنگ ہے؛ ایسا شخص محروم نہ ہوگا، تو کیا ہوگا؟ ہر جگہ لات کھائے گا، اور ذلیل ورسوا ہوگا۔

کامل عمل کا انجام:

اور اگر آپ نے اس نفس کو سدھار لیا، اور آپ نے اس کو کہیں لے جا کر رگڑ والیا، آپ نے اس اَن پڑھ بچہ کو کہیں پڑھوا دیا، تو پھر پوری زندگی اس کی کمائی کھاتے رہیں گے۔ ایک بچہ تو پورے پورے خاندان کو اٹھا دے گا؛ اگر ایک بچہ کی صحیح تربیت ہوگئی اور وہ صحیح منزل پر پہنچ گیا، تو وہ ایک بادشاہ ہوگا۔

چناں چہ حدیث پاک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم اس کتاب کے منافع کیا سمجھو گے! یہ تو وہ کتاب ہے، جس کے ذریعہ پوری پوری قوم، سربلند ہوجاتی ہے۔ چناں چہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ ''(صحیح مسلم/صلاۃ المسافرین/فضل من یقوم بالقرآن: ۱/۲۷۲)

آج آپ حافظ جی کے بارے میں سوچتے ہیں، کہ یہ روٹی کہاں سے کھائیں گے! ارے اس کی بات تو چھوڑیئے، ان کے ذریعہ تو پوری پوری قوم سربلند ہوجاتی ہے۔

اہلِ علم کا معاش کے سلسلہ میں پریشان رہنے کا راز:

میرے دوستو! جس کتاب کی رفعتوں کا یہ حال ہو، اس کتاب کے پڑھنے والے آج اپنے کو پریشان سمجھ رہے ہوں! آخر اس کا راز کیا ہے؟ اس کا راز یہی ہے، کہ اس کے نصاب تربیت کو ہم قبول کرنے کے لیے تیار نہیں؛ جو جی میں آیا کرتے چلے جارہے ہیں۔ عبادت بھی کرتے ہیں، تو وہ بھی نفس کی غلامی میں؛ نماز بھی پڑھتے ہیں تو اس لیے کہ لوگ کیا کہیں گے!!۔

ایک بزرگ کا واقعہ:

حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ کی ۳۰ سال تک نماز قضا نہیں ہوئی، ۳۰ سال کے بعد ایک دفعہ ایک رکعت فوت ہوگئی، جب کھڑے ہوئے، تو دل میں یہ خیال آیا کہ لوگ کیا کہیں گے؟ کہ حضرت کی نماز چھوٹ گئی! تو انہوں نے اپنے نفس کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ توبہ توبہ!

تم مخلوق کی خوشی کے لیے نماز پڑھتے تھے، پھر انہوں نے ۳۰ سال کی نماز قضا کی، یہ کہہ کر کہ میں نے تو اللہ کے لیے نماز نہیں پڑھی تھی۔

مخلوق کو نہ نافع سمجھو نہ ضار:

میرے دوستو! اس مخلوق کو نہ نافع سمجھو نہ ضار، اس کو صفائی بھی دینے کی ضرورت نہیں، کوئی ناراض ہو کر کیا کرے گا؟ خدا تو ناراض نہیں؛ اگر مخلوق کی ناراضگی کی فکر کر رہے ہو تو گویا کہ اس کو خدا سمجھ رہے ہو، اس کی ناراضگی کو اپنے لیے نقصان دہ سمجھ رہے ہو۔

تزکیۂ نفس، اوّل ترین فریضہ ہے:

اس لیے اگر آپ نے اس نفس کو سدھایا نہیں، تو یہ ایسا ہو جائے گا، جیسا ایک آزاد جانور۔ جانور کو اگر کوئی شخص اپنے گھر میں لا کر چھوڑ دے، تو وہ کیا کیا نقصان کرے گا، کن کن چیزوں کو کھائے گا، کن کن چیزوں کو توڑے گا، وہ کیا نہیں کرے گا؟ اس لیے اگر ہم ایک بچہ کو پڑھانا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں تو اپنے نفس کو سدھانا اس سے بھی بڑا فریضہ ہے۔ چناں چہ حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا" (الشمس:۹) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: اس نفس کی تربیت کرنا، اور اللہ ربّ العزت کے حکم سے اس کو مالوف کر کے، حکم الٰہی پر ڈالنا فرض علی العین ہے؛ ایسا فرض علی العین ہے جیسا کہ نماز فرض علی العین ہے، جیسا کہ روزہ فرض علی العین ہے، ایسا فرض علی العین ہے جیسا کہ شرائط حج کے پائے جانے کی وجہ سے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے۔

الغرض دیگر فرائض کے طرح یہ بھی ایک فرض ہے، اور امام غزالی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ ایمان کے بعد سب سے بڑا فریضہ ہے۔

تزکیۂ نفس کے فرض علی العین ہونے کی دلیل:

اوراس بات کی دلیل ان کے پاس بہت قوی ہے؛ چناں چہ وہ فرماتے ہیں کہ: ''اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ''میں قیامت تک جتنے آنے والے مسلمان ہیں، وہ سب اس آیت میں داخل ہیں؛ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد ایمان لانے والے حضرات، شانِ صحابیت میں داخل ہو سکتے ہیں؟ نہیں ہو سکتے!۔ تو ایمان کے بعد سب سے بڑی ڈگری صحبتِ رسول اللہ ہے، اسی لیے حضرات صحابہ اسی ڈگری سے یاد کیے جاتے ہیں، اور یہ ڈگری بعد والوں کو نصیب نہیں ہوگی؛ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایمان کے بعد سب سے ممتاز جو وصف ان کے پاس تھا، وہ یہ کہ صحبتِ رسول اللہ میں رہ کر انہوں اپنے نفس کی اصلاح اور تربیت کرائی تھی، یہی وصف ان کے لیے سب سے نمایاں تھا؛ اسی لیے امام غزالی لکھتے ہیں: کہ تزکیہ نفس بعد الایمان سب سے بڑا فریضہ ہے۔

حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ لوگ صحبت اہل اللہ کو اچھا تو سمجھتے ہیں، لیکن ضروری نہیں سمجھتے؛ فرمایا یہ اچھا ہی نہیں، بلکہ ضروری ہے؛ اس لیے اصلاح نفس کا جو نظام اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے: ''کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ '' کا، اس پر عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے، تاکہ دنیا و آخرت دونوں میں سرخروئی و کامیابی ہاتھ آئے۔

اللہ والا بننے کا ایک آسان نسخہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں: ''یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ ''(التوبہ:۱۱۹) یعنی اے میرے بندو! دیکھو تم اللہ تبارک وتعالیٰ

کے حق میں کب صحیح رہو گے، کب اپنے حق کو اللہ کے ساتھ ادا کرنے والے بنو گے، جب تقویٰ اور اللہ کا خوف تمہارے دل میں آئے گا؛ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کے ساتھ تم کب امین اور مخلص رہو گے، کب ناصح رہو گے؛ جب تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف رہے گا، اور خشیت الٰہی جب پیدا ہوگی، جب کہ تم اللہ والے کی صحبت میں رہو گے، اور مخلوق کے ساتھ ہمدردی کب پیدا ہوگی، اللہ کے لیے کچھ قربانی دینے کا جذبہ کب پیدا ہوگا؛ جب تم مخلوق سے محبت کرنے والوں کے ساتھ رہو گے، ورنہ خود غرضی کی زندگی گذرے گی، اور ہر بات میں یہی سوچو گے، کہ ہم کو کیا ملے گا؟!!۔

بھائی! آج آپ حافظ جی سے بات کیجیے: کہ صاحب یہ کام کرنا ہے، وہ کہے گا کہ ہم کو کیا ملے گا؟ فلاں جگہ جایئے اور تقریر کیجئے، تو وہ کہے گا کہ ہم کو کیا ملے گا؟ فلاں جگہ جایئے نکاح پڑھانا ہے، تو وہ کہے گا کہ ہم کو کیا ملے گا، جہاں دیکھیے! دامن پھیلائے ہیں، آج کوئی کام کرنے کے لیے تیار نہیں۔

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا ایک واقعہ:

حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے کسی انگریز نے پوچھا کہ حضرت آپ نے ۱۳۰۰ کتابیں لکھ ڈالی تو آپ کو اس کی قیمت میں کیا ملا؟ فرمایا: وہاں جمع ہے؛ اس نے کہا آپ جیسے بدھو آدمی! اگر آپ ایک ہی کتاب کی قیمت لے لیں، تو کروڑ پتی بن جائیں گے؛ تو حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا: کہ مجھے قیمت کی کوئی ضرورت نہیں؛ میرا بدلہ مجھے اللہ دے گا۔ آج آپ بہشتی زیور کو دیکھ لیں، یا اس کے علاوہ ان کے زمانہ میں جو بھی کتاب چھپتی تھی وہی ان کو کروڑ پتی بنا دیتی۔ لیکن آج ہمارا کیا حال ہے؟ ایک رائٹر سے ایک مضمون

لکھنے کو کہو! تو وہ ۵۰۰ روپیہ لے گا، آپ سوچیئے کہ دماغ کیسا چل رہا ہے؛ یہ تو دین کو بیچنے کا جذبہ چل رہا ہے۔

معلوم ہوا کہ نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق صحیح ہوا، نہ مخلوق کے ساتھ تعلق صحیح ہوا، بیوی بچوں کا بھی تعلق صحیح نہیں ہوا، اس کو الٹے پال رہا ہے؛ اللہ تعالیٰ نے کہا کچھ اور پڑھانے کو کہا، باپ کہہ رہا ہے ہم کچھ اور پڑھائیں گے، اس لیے کہ پرانی باتیں اب نہیں چل پائیں گی، کیوں کہ پرانی باتوں میں مال وال نہیں ملے گا۔

اہل وعیال کی تربیت میں رزق حلال کی فکر کریں:

میرے دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا: ''اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ '' (التغابن:۱۴) یعنی اللہ کے حکم کے خلاف ورزی کرکے تم نے جس کو پالا ہے، وہی لوگ کان پکڑ کر جہنم میں لے جائیں گے؛ کیوں کہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرکے تم نے بیوی سے لذتیں اٹھائی تھیں، لہٰذا وہی تم کو جہنم میں لے جائے گی؛ اور یہی حال تمہارا مال، تمہاری اولاد اور تمہارا دوست تمہارے ساتھ کریں گے۔ چناں چہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ وَمَا کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ '' (الصافات:۲۲) یعنی دوست واحباب اور آل واولاد سب بلائیں جائیں گے، اور یہ کہیں گے کہ ان کو بالکل جانے مت دینا، ساتھ ہی رکھنا، وہ لاکھ چلائے گا، پھر بھی نہیں چھوڑا جائے گا۔

رزق حلال کی فکر نہ کرنے کا نتیجہ:

میرے دوستو! اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں، کہ لوگ اپنی بیوی بچوں سے

دوڑ کر بھاگ جائیں گے''یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِیْهِ وَأُمِّهٖ وَأَبِیْهِ ''(عبس:۳۴-۳۵)کون بھاگے گا؟ یہ وہ لوگ ہوں گے، جس نے غلط طریقہ سے تربیت کی تھی؛ اور جن لوگوں نے غلط طریقہ سے تربیت نہیں کی تھی، وہ تو ''اِنْ اَوْلِیَاءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ''(الانفال:۳۴) کے مصداق ہوں گے، یعنی وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوست ہوں گے، اور دوستوں کو بھاگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔اس لیے اگر آپ نے اپنی اولاد کو اللہ کے حکم کے خلاف پالا پوسا ہے، تو اس کا خمیازہ اٹھانے کے لیے تیار رہئے، مال کو غلط کمایا، غلط لگایا، تو اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار رہئے، معلوم ہوا کہ مال کے ساتھ بھی اولاد کے ساتھ بھی اور احباب کے ساتھ بھی اللہ کے حکموں پر عمل نہیں کیا اور اپنے نفس کی واہ واہی اور اسی کے حکم کے مطابق چلتے رہے، تو اس کا خمیازہ اٹھانا پڑے گا۔

غفلت میں پڑنے کے اسباب:

چناں چہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں: ''یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتُلْهِکُمْ أَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذَالِکَ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ ''(المنافقون:۹) یعنی اے مسلمانوں تمہیں غفلت میں نہ ڈالے، کون سی چیز؟ امریکہ اور روس؟ نہیں! بلکہ تمہاری تجوری میں رکھا ہوا مال تمہیں غفلت میں نہ ڈال دے؛ کس چیز سے؟ اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری سے! اور اے مسلمانو! اگر تم ان کے چکر میں پڑ گئے، اور یہ چیزیں تمہیں غافل کرنے میں کامیاب ہو گئیں، تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''فَأُولٰئِکَ هُمُ الْخَاسِرُوْنَ '' کہ ایسے لوگ پورے خسارہ والے اور پورے نقصان اٹھانے والے ہیں۔

میرے دوستو! آپ اندازہ لگائیں، اور اپنے اندر غور کریں، کہ ہمارے اندر یہ

جذبہ ہے کہ نہیں!! ہم اس دنیا کے مال ومتاع اور اپنی آل واولاد کی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت کرر ہے ہیں یا اس کی نافرمانی اوراس کے ذکر سے غافل ہیں!! اگر ہم غافلین میں سے ہیں، تو ہمارا نام بھی غافلین کی فہرست میں آئے گا، اور ہم خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

ایک شخص کا واقعہ:

ایک دنیادار نے کسی دین دار سے پوچھا کہ آپ نے اپنے بچے کو دین داری میں لگا دیا؟ تو اس نے کہا: جی ہاں! میں نے یہ کام اپنے فائدہ کے لیے کیا ہے؛ اس پر اس شخص نے کہا: کہ ارے جناب! وکیل بنا دیتے تو اس کا فائدہ ہو جاتا؛ تو اس کی یہ بات سن کر دین دار نے کہا کہ وکیل بنانے میں میرا نقصان تھا، اس لیے میں نے اپنے فائدہ کی بات کی اور اپنے بچے کو دین دار بنایا۔

اصلاح نہ کرانا، اپنی کئی نسل تباہ کرنے کے برابر ہے:

میرے دوستو! ایک نفس کی خرابی اوراس کی تربیت نہ کرا پانے کا نتیجہ کیا نکلا؟ کہ نسل کی نسل تباہ وبرباد ہوگئی، وہی مال تباہی کا ذریعہ بن گیا، آباء واجداد ہی تباہی کے ذریعہ بن گئے، یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف اور اللہ سے کھلم کھلا بغاوت والا راستہ اختیار کر کے اپنے رب کو ناراض کرنے والی ہوگئیں۔

میرے بھائی! اتنی بڑی تباہی صرف ایک چیز کی وجہ سے ہوئی، یعنی صحیح صحبت نہیں مل پائی؛ اللہ والوں کے ساتھ تعلق جوڑنے میں بھاگتا رہا، اگر صحیح تعلق جڑ جاتا، تو وہیں سے نفس کا سدھار ہو جاتا، اور وہیں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نفس کی تربیت شروع کرا دیتے، اور

یہی تو ہے ''کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ'' پر عمل؛ کہ اللہ والوں کی صحبت میں رہنا شروع کردیں۔

نفس چور ہے:

لوگوں نے ایک بہت عجیب بات لکھی ہے: وہ یہ کہ نفس چور ہوتا ہے، جب چوری کی عادت ہے، تو کہیں بھی موقع ملا تو جھٹ سے ہاتھ صاف کرلے گا، اس طرح نفس بھی ایک طرح کا چور ہے ''اَلنَّفْسُ کَالِلِصِّ''۔

حرم شریف کا ایک واقعہ:

مجھے ایک قصہ یاد آرہا ہے، جو بہت پہلے کا ہے، لوگ حرم شریف میں طواف کررہے تھے، تو یہ بے چارے کالے حبشی بہت غریب ہوتے ہیں، اور ان کے متعلق یہ بات بھی مشہور ہے کہ ان میں سے بہت سے چور بھی ہوتے ہیں؛ چناں چہ ایک بالکل سیاہ فام بارہ تیرہ سال کی لڑکی طواف کررہی تھی، اور اس کے بغل میں عربی عورت بھی طواف کررہی تھی، تو اس لڑکی نے دھڑ سے سیکڑ مارا اور وہ ٹوٹ گئی؛ اب اس نے شور کیا، اور وہ عورت پریشان ہورہی ہے، جس کی بنا پر سب کو رحم آگیا؛ اور اتفاق سے پیچھے پولس بھی تھی، جب وہ لڑکی پکڑی گئی، تو چلا رہی ہے کہ میں نے نہیں لی ہے؛ بہر حال پولس پکڑ کرلے گئی، اور سب کپڑا اتار دیا، تب بھی وہ لڑکی کہہ رہی ہے کہ میں نے نہیں لیا ہے، کہاں ہے دیکھ لو!!۔

آپ غور کیجیے! کہ وہ لڑکی حرم محترم میں ہے، اور چوں کہ چوری کی عادت لگی ہوئی ہے، تو وہاں بھی چوری کررہی ہے۔

نفس کے چور ہونے کا مطلب:

تو اسی طریقہ سے نفس بھی چور ہوتا ہے، اور نفس کے چور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ

اپنے ماحول سے، اپنے اردگرد سے، اپنے آس پاس سے، کچھ نہ کچھ اٹھاتا رہتا ہے، اس لیے اس کو ایسی جگہ رکھو جہاں اٹھانے کے لیے سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے کچھ ٹکڑے ہوں، تا کہ اٹھائے اور چوری کرے، تو اچھا مال اٹھائے؛ یعنی اس کو اچھی صحبت میں رکھو، تا کہ کسی کا صدق اور کسی کی اچھائی اٹھالے، یا کبھی کسی کا تواضع اٹھالے، کبھی کسی کی عاجزی سے فائدہ اٹھائے، کبھی اس کی عبادت کی طرف ذہن جائے، تو جب یہ نفس چور ہے، تو چور کو کہاں لے جاؤ گے؟ اس کو سبزی منڈی میں لے جاؤ، تا کہ کچھ اس کا بھی فائدہ ہو جائے۔

بھائی! بات سمجھ میں آ گئی، اگر سمجھ میں آ گئی تو اسی بات کو سمجھانے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''كُونُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ'' کہا ہے۔

لہٰذا اس نظام پر عمل کرنا ہے، یہ ارحم الراحمین کا نظام ہے، جو ہمیں کچھ بنانا چاہتے ہیں، کچھ دینا چاہتے ہیں، اور جنت کا صحیح انتظام کروانا چاہتے ہیں؛ اس لیے انہوں نے یہ راستہ بتایا ہے، اسی لیے حجۃ الاسلام زین الدین ابو حامد امام محمد غزالی طوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: صحبت اہل اللہ میں رہ کر تزکیہ نفس کرانے کو افضل مت سمجھو! بلکہ ایمان کے بعد اپنے نفس کی اصلاح کے لیے اہل اللہ اور اولیاء اللہ کے پاس ٹھہر و اور ساتھ رہو اور اس ساتھ رہنے کو سب سے بڑی عبادت سمجھو!۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق علیہ الرحمہ کا واقعہ:

اس کی میں ایک مثال دیتا ہوں؛ چناں چہ ہمارے حضرت والا محی السنہ شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی علیہ الرحمہ نے یہ قصہ بارہا سنایا کہ حرم شریف میں ایک صاحب تھے، جن کا معمول عصر نماز کے بعد طواف کرنے کا تھا، تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی علیہ الرحمہ

یہاں موجود ہیں، جو میرے شیخ بھی ہیں، تو حضرت کی مجلس میں عصر بعد جاؤں؟ اور چوں کہ یہاں آیا ہوں اور حرم شریف میں نہ جانے آنا ہوگا یا نہیں؟ نیز حرم شریف کی خاص عبادت طواف ہے، تو اگر طواف کروں تو کیسا ہے؟ تو حضرت والا علیہ الرحمہ نے فرمایا: ایسا ہے کہ اگر آپ کی طبیعت خراب ہو جائے، اور آنکھ میں درد ہو جائے، تو بیٹھ کر تلاوت کروگے یا ڈاکٹر کے یہاں جاؤ گے؟ اس نے کہا ڈاکٹر کے پاس جاؤں گا؛ حضرت نے فرمایا: ڈاکٹر کے پاس جاؤ گے؟ اس نے کہا: جی! ڈاکٹر کے پاس جاؤں گا؛ کیوں کہ اگر آنکھ صحیح ہوگئی، تو مزید تلاوت کروں گا؛ اس پر حضرت والا علیہ الرحمہ نے فرمایا: ایسے ہی دل بنانے کے لیے لوگ اللہ والوں کے پاس جاتے ہیں، اس لیے اگر دل بنا رہے گا، تو تمہارے پورے طواف پر نہیں بلکہ طواف کے پہلے قدم پر مغفرت کردی جائے گی اور اگر اصلاح نفس کے بغیر روز ایک سو ایک دفعہ طواف کروگے بھاگم بھاگ تو، بھاگم بھاگ سے کچھ نہیں ہوگا، وہ تو ڈبلی کیٹ مال بن جائے گا۔

اس لیے وہاں جاؤ اور دل بنانے کی فکر کرو، جب تمہارا دل بن جائے گا تو پھر کسی چیز کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے، دل بننے کے بعد تو اس دل میں عرش وکرسی کا مالک مہمانی کے لیے آئے گا۔

غیر مزکّٰی قلب کی گھناؤنی حرکت:

دل وہی دل ہے، کہ جس میں جانِ جاناناں رہے
گھر وہی گھر ہے، کہ جس میں صاحبِ خانہ رہے

یعنی اس دل کو اگر دل نہیں بنایا، اور جب تک نفس کی اصلاح نہیں ہوگی، تو وہ کچڑا وچڑا لیے بیٹھا رہے گا، جیسے پیشاب و پاخانہ میں بچہ ہاتھ مارتا رہتا ہے، اسی طریقہ سے نفس ان ہی چیزوں کے لذات غلیظہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرب کی لذت سے محروم ہوکر پوری

زندگی گذار دے گا۔

تزکیہ قلب کی اہمیت:

اس لیے مولانا رومی (نام: محمد بن محمد، لقب: جلال الدین، معروف بہ مولانا رومی، پیدائش: بروز اتوار، ۶ ربیع الاول ۶۰۴ھ، دسمبر ۱۲۰۷ء، وفات: اتوار، ۵ جمادی الثانیہ ۶۷۲ھ، دسمبر ۱۲۷۳ء، مدت حیات: ۶۶ سال ۲ ماہ ۱۷ دن شمسی، مزار اقدس: ترکی) علیہ الرحمہ نے لکھا ہے: کہ اللہ تبارک وتعالیٰ روزانہ ہر مومن کے دل کو ۳۶۰ مرتبہ دیکھتے ہیں، کہ میرے پیار کے قابل بنا، یا نہیں بنا۔ مولانا عارف رومی کے اشعار کا ترجمہ حضرت حکیم اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے کیا ہے، وہ مجھے یاد آ گیا۔

ارے یارو جو خالق ہو شکر کا
جمال شمس کا نور قمر کا

وہ شاہ دو جہاں جس دل میں آئے
مزے دونوں جہاں سے بڑھ کر پائے

اس لیے اس نفس کی اصلاح اور گندگی باقی رہنے تک، اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ کی ولایت نصیب نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کی نعمت سے وہ دور اور محروم رہے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے نفس کی بچکانہ حرکتوں سے محفوظ رکھے اور رب کائنات کو خوش کرنے کا جذبہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین.

09307661904 09794332329

مرکزی خانقاہ شاہِ ابرارؒ

بیادگار: شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری علیہ الرحمۃ

مقامی مجلس دعوۃ الحق پھولپور کا پروگرام حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں ہر جمعرات کو بعد نماز عصر تا عشا منعقد ہوتا ہے، چنانچہ مخصوص لوگوں کی ایک جماعت مقامی باشندوں سے ملاقات کرکے شعائر اسلام پر عمل کرنے کی دعوت دیتی ہے اور بعد نماز مغرب حضرت والا کا ایمان افروز بیان ہونے کے بعد اجتماعی ذکر کی مجلس لگتی ہے، پھر دعاء کے بعد قرآن کریم اور اذان واقامت کی تصحیح کرائی جاتی ہے، نیز سنن نماز، گناہ کبیرہ، گناہ کے نقصانات اور طاعات کے فوائد بھی یاد کرائے جاتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کو اس طرح کے پروگرام میں شرکت کرنی چاہئے، خود بھی شریک ہوں اور اپنے عزیز واقارب کو بھی شریک کرنے کی کوشش کریں، ان شاء اللہ اس کی برکت سے گھر میں، محلّہ، گاؤں میں امن وامان قائم ہوگا یاد رہے یہ سلسلہ محسن الامت حضرت مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہٗ کے زمانے سے چلا آرہا ہے، یہ سارے نظام حضرت والاؒ کے فیوض وبرکات کا نتیجہ ہیں۔ بحمداللہ آج بھی مرکزی خانقاہ شاہ ابرار میں اصلاح نفس کا کام اسی نظم وضبط سے چل رہا ہے، اور قریب ودور سے آنے والے متعلقین ومریدین باقاعدہ خانقاہ میں رہ کر اپنے اخلاق کی اصلاح کراتے ہیں۔

قارئین! خانقاہ تو درحقیقت ایک روحانی اسپتال ہے، جس میں بگڑے ہوئے دلوں کی اصلاح ہوتی ہے، ذکر اللہ کے ذریعہ سے مالک حقیقی کی محبت پیدا کی جاتی ہے، برے اخلاق سے دور کرکے اچھے اخلاق اور صفاتِ حمیدہ سے مزین کیا جاتا ہے، انسانیت وغم خواری اور ہمدردی کا سبق پڑھایا جاتا ہے، ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی وبھلائی کا جذبہ پیوست کیا جاتا ہے، تاکہ ہر گھر میں دین کے پانچوں شعبے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق زندہ ہوجائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس خانقاہ کو اور بانی خانقاہ کے فیوض کو تاقیامت جاری وساری فرمائیں اور خانقاہ میں ہمیں بھی وقت لگا کر اپنے اخلاق کی اصلاح کرانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)